خلائی ایڈونچر سیریز ۹ سیارہ اوٹان کا زمین پر حملہ

تابوت سمندر میں

اے۔ حمید



خلائی ایڈونچر سیریز نواں حصّہ

تابوت سمندر میں

اے حمید

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، ہمدرد سنٹر ناظم آباد، کراچی

اشاعت : ۱۹۹۱

تعداد اشاعت : ۲۰۰۰

قیمت : ۱۰ روپے

نونہال ادب کی کتابیں "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جاتی ہیں۔

پیش لفظ

تلاش اور جستجو انسان کی فطرت ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ اپنے چاروں طرف نگاہ ڈالو اور دیکھو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی چیزیں پیدا کی ہیں۔ زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے اور سیّارے، پہاڑ اور دریا، چرند اور پرند، پھول اور پھل۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں انسان ہی وہ مخلوق ہے جسے عقل اور سمجھ عطا کی گئی ہے۔ اُسے چیزوں کو دیکھنے، سمجھنے اور پرکھنے کی قوّت اور صلاحیت دی گئی ہے تاکہ وہ کائنات کی بے شمار چیزوں سے، جو اُسی کے لیے پیدا کی گئی ہیں، فائدہ اُٹھائے اور وہ بُلند مقام حاصل کرے جو اس کا مقدّر ہے۔ اللہ کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

علم سائنس ہے۔ بٹن دبا کر گھروں اور شہروں کو روشن کرنے سے لے کر چاند تک پہنچنے کا گُر ہمیں سائنس ہی نے سکھایا ہے۔ ایک چھوٹا سا حقیر بیج کیسا زبردست، تناور درخت بن جاتا ہے، پھولوں میں رنگ کہاں سے آتے ہیں، انسان غذا کیسے ہضم کرتا ہے، اُس کے بدن میں خُون کیسے دوڑتا ہے، بھاری بھر کم جہاز ٹنوں وزن لے کر سمندر میں ڈوبتے کیوں نہیں، دیو پیکر طیّارے ہوا میں کیسے اُڑتے چلے جاتے ہیں۔ چاند، سورج

اور سیّارے خلا میں کیسے گردش کر رہے ہیں۔ یہ سب ہم نے سائنس ہی کے ذریعہ سے جانا ہے۔ انسان سائنس ہی کے ذریعہ سے چاند پر پہنچا ہے، اُس کے بنائے ہوئے راکٹ ہمارے نظامِ شمسی کے آخری کناروں کو چھونے والے ہیں۔

اپنی دُنیا اور اپنی دُنیا سے باہر انسان کی یہ تلاش و جستجو مسلسل جاری ہے۔ سائنس کی ترقّی اُسے دم بہ دم آگے بڑھائے چلی جا رہی ہے۔ کل کی کہانیاں آج کی حقیقتیں بن چکی ہیں۔ سائنس فکشن انسان کی قدرت کے چھُپے ہوئے راز جاننے کی خواہش کا اظہار ہے۔ اُڑن کھٹولا ماضی کی سائنس فکشن تھا۔ آج یہ ہوائی جہاز کی شکل میں حقیقت ہے۔ جولیس ورن کی سمندر کی تہہ میں مسلسل تیرنے والی "ناٹیلس" اب ایک افسانہ نہیں ایٹمی آب روز کی شکل میں ایک زندہ حقیقت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے آج کی سائنس فکشن کل کی حقیقت نہ بن جائے۔

جب تک انسان تلاش و جستجو کے عمل میں رہے اور علم حاصل کرتا رہے گا کہانیاں حقیقتیں بنتی رہیں گی۔

حکیم محمد سعید



خلائی قدموں کے نشان

مارگن سمجھ گیا کہ اس کا خلائی ساتھی شوگن غائب ہو جانے کے بعد گارشا کو ہلاک کرنے برازیل سے پاکستان کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ مارگن وہیں سے واپس اپنے خُفیہ خلائی ٹھکانے میں اگر ریڈیو ٹرانسمیٹر کے پاس بیٹھ گیا کہ شاید شوگن کا کوئی سِگنل آئے۔

دوسری طرف شوگن غیبی حالت میں برازیل کے قصبے کے چھوٹے سے

ائیر پورٹ پر پہنچ چکا تھا۔ اُسے جہاز میں سوار ہونے کے لیے کسی ٹکٹ یا بورڈنگ کارڈ کی ضرورت نہیں تھی، وہ جہاز میں سوار ہوگیا اور ایک گھنٹے بعد برازیل کے دارالحکومت برازیلیہ کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر پہنچ گیا۔ یہاں سے رات کی پرواز سے اس نے ایک جہاز پکڑا اور دوسرے دِن صُبح لندن آگیا۔ یہاں سے چلا تو ایک دِن بعد رات کے ایک بجے وہ کراچی کے ائیر پورٹ سے باہر نکل رہا تھا۔

یہ تو آپ پہلی قسط میں پڑھ چکے ہیں کہ خلائی لڑکی گارشا نے خلائی مخلوق کے ناپاک منصوبے کو خاک میں ملا دیا ہے اور ہماری زمین پر آئی ہوئی خلائی مخلوق کا اپنے سیّارے اوٹان کے ساتھ رابطہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹوٹ چکا تھا اور زمین پر اب صرف مارگن اور شوگن اور اس کے تین ساتھی، بس یہی خلائی مخلوق باقی رہ گئی تھی۔ اُن کا پروگرام یہ تھا کہ سب سے پہلے اپنی

دُشمن گارشا کو قتل کیا جائے۔ گارشا صرف اُسی صورت میں ہلاک ہو سکتی تھی کہ اُسے سیمنٹ یا لوہے کے گول پائپ میں بند کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ اِس کے سوا وہ کسی طریقے سے نہیں مر سکتی تھی۔ شوگن نے ایک خاص فارمولے پر عمل کر کے اپنے آپ کو غائب کر لیا تھا۔ وہ سب کو دیکھ سکتا تھا مگر اُسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ گارشا کو موت کی نیند سُلانے کے بعد شوگن اور مارگن کا گھناؤنا پروگرام تھا کہ دُنیا کی ساری آبادی کو تباہ کر دیا جائے اور پھر اس پر حکومت قائم کر کے اپنی مرضی کی خلائی مخلوق پیدا کرنی شروع کی جائے اور زمین کے سیّارے پر اپنی حکومت قائم کر دی جائے۔ مگر سب سے پہلے خلائی دُشمن گارشا کو سر کرنا بہت ضروری تھا، کیوں کہ گارشا خود ایک خلائی مخلوق تھی اور صرف وہی اپنی غیر معمولی طاقت سے شوگن اور مارگن کے خطرناک منصوبوں کو

ناکام بنا سکتی تھی، چناں چہ سب سے سے اسے راستے سے ہٹانا ضروری ہوگیا تھا۔ شوگن اسی مقصد کے لیے پاکستان آیا تھا۔

وہ چُوں کہ کسی کو دِکھائی نہیں دیتا تھا اِس لیے اُس سے کسی نے کُچھ نہ پوچھا اور وہ بڑے اطمینان کے ساتھ جہاز سے نکل کر لاؤنج میں سے گُزرتا ہوا کراچی ائیر پورٹ کے باہر آگیا۔ خطرناک خلائی لیزر گن اُس کی کمر کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس کے نیلے رنگ کا خلائی لباس پہن رکھا تھا۔ مگر یہ لباس سوائے خود شوگن کے دوسرا کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر خلائی ساتھی مارگن اسے نہیں دیکھ سکا تو گارشا بھی اُسے نہیں دیکھ سکے گی۔ رات کا وقت تھا۔ کراچی کی عمارتوں میں روشنیاں ہو رہی تھیں۔ سڑکوں پر ٹریفک بہت تھوڑا تھا۔ شوگن ائیر پورٹ کے باہر سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ وہ گارشا کو کہاں تلاش کرے۔ گارشا کو

احتیاط کے طور پر انسپکٹر شہباز اور پروفیسر رضوی نے اٹامک انرجی کمیشن کے دفتر کے نیچے تہہ خانے میں رکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر سُلطانہ بھی اُس کے ساتھ تھی۔ ائیر ہوسٹس تانیا بھی وہیں تھی۔ کیوں کہ گارشا کو ڈر تھا کہ خلائی دُشمن مارگن اور شوگن تانیا سے بھی انتقام لینے اور اُسے قتل کرنے کی کوشش کریں گے۔ شوگن کو صرف سُلطانہ کی کوٹھی کا پتا تھا۔

اُس نے سوچا کہ سُلطانہ کو اُس کی کوٹھی میں قابو کر کے اُس سے گارشا کا پتا پوچھا جائے اور پھر گارشا کو اغوا کر کے اسے لوہے یا سیمنٹ کے پائپ میں بند کر کے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ شوگن ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ اُسے کسی ٹیکسی یا کار کی ضرورت نہیں تھی، کیوں کہ غائب ہو جانے کی وجہ سے وہ بہت ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ وہ زمین سے پندرہ بیس فِٹ بُلند ہو کر فضا میں اُڑ سکتا تھا۔ چناں چہ وہ زور سے اُچھلا اور زمین سے

پندرہ بیس فیٹ بُلند ہو کر ڈاکٹر سُلطانہ کی کوٹھی کی طرف اُڑنے لگا۔ چند سیکنڈ میں وہ سُلطانہ کی کوٹھی کے احاطے میں اُتر گیا۔ سُلطانہ کی کوٹھی کو تالا لگا تھا۔ سُلطانہ وہاں نہیں تھی۔ شوگن سمجھ گیا کہ پولیس نے سُلطانہ کو بھی خلائی مخلوق کے حملے سے بچانے کے لیے گارشا کی طرح کسی دوسری جگہ چھپا دیا ہے۔ شوگن نے دروازے کے تالے کو توڑ دیا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کوٹھی کے اندر کسی شے سے اُسے سُلطانہ کے خُفیہ ٹھکانے کا سُراغ مل جائے۔ کوٹھی کے کمروں میں اندھیرا تھا مگر شوگن کو خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے اندھیرے میں بھی سب کُچھ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اِدھر اُدھر بِکھری ہوئی چیزوں، شیلف میں لگی کتابوں اور الماریوں کو کھول کر دیکھنے لگا۔ اتنے میں باہر کسی کار کے رُکنے کی آواز آئی۔ شوگن جلدی سے کھڑکی کے پاس آگیا۔ اُس نے کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ ایک

جیپ کوٹھی کے احاطے کے باہر کھڑی تھی اور اس میں سے دو آدمی باہر نکل رہے تھے۔ یہ دونوں پروفیسر رضوی کے ملازم تھے اور اُنھیں سُلطانہ نے کُچھ کتابیں لانے کے لیے اپنی خالی کوٹھی میں بھیجا تھا۔ شوگن جلدی سے کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں آ گیا۔ دونوں نوکر دروازے کے پاس آ کر رُک گئے۔ ایک نے کہا :

”کوٹھی کا تالا تو ٹوٹا پڑا ہے۔ لگتا ہے یہاں چوری ہو گئی ہے۔“

دوسرا نوکر بولا :

”چلو اندر چل کر دیکھتے ہیں کتنا سامان چوری ہوا ہے۔ پھر واپس جا کر ڈاکٹر سُلطانہ صاحبہ کو خبر کرتے ہیں۔“

پہلا نوکر کہنے لگا :

”میرا خیال ہے چور کتابیں نہیں لے گئے ہوں گے۔“

شوگن یہ سُن کر بہت خوش ہوا کہ وہ دونوں ڈاکٹر سُلطانہ کے نوکر تھے اور اُس نے ہی اُسے وہاں بھیجا تھا اور اب وہ واپس سُلطانہ کے پاس ہی جانے والے تھے۔ اِس طرح سے شوگن کو سُلطانہ کے خُفیہ ٹھکانے کا پتا چل سکتا تھا اور پھر گارشا کا بھی علم ہو سکتا تھا کہ وہ کہاں چھُپی ہوئی ہے۔ نوکر کمرے میں آ گئے۔ شوگن اُن کے پیچھے پیچھے تھا، نوکر اُسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اُنھوں نے بجلی کا بلب کھول دیا۔ کمرا روشن ہو گیا۔ نوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ ایک بولا:

”یہاں تو کوئی بھی چیز چوری نہیں ہوئی۔ ہر شے اپنی جگہ پر موجود ہے۔“

دوسرا نوکر کہنے لگا:

"تو پھر تالا کس نے توڑا تھا؟"

پہلے نے کہا۔ "ہو سکتا ہے چور آیا ہو اور جب اسے یہاں کوئی زیور یا نقدی نہ ملی ہو تو واپس چلا گیا ہو۔"

"ایسا ہی لگتا ہے!" دوسرے نوکر نے کہا۔ "چلو جلدی سے ڈاکٹر صاحبہ کی کتابیں اُٹھاؤ۔ اُنھیں واپس جا کر تالا ٹوٹنے کی خبر بھی دینی ہے۔ ہمارے پاس نیا تالا نہیں ہے ورنہ وہ لگا کر جاتے۔"

دونوں ایک خاص الماری کی طرف بڑھے۔ اُس کے نچلے خانے میں سبز رنگ کی جلد والی چار موٹی کتابیں رکھی تھیں۔ اُنھوں نے وہ کتابیں اُٹھائیں۔ لائٹ بند کی اور کوٹھی سے باہر آ کر جیپ کی طرف بڑھے۔ شوگن اُن کے ساتھ ساتھ تھا۔ نوکر جیپ میں بیٹھ گئے۔ شوگن بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جیپ اسٹارٹ ہوئی اور اٹامک انرجی کمیشن کے دفتر کی طرف روانہ ہو گئی

جس کے تہہ خانے میں گارشا اور سُلطانہ چھُپی ہوئی تھیں۔ ائیر ہوسٹس تانیا بھی وہیں پر تھی۔ جیپ آدھے گھنٹے میں اٹامک انرجی کمیشن کے احاطے میں داخل ہو کر پچھلے دروازے کے پاس آ کر رُک گئی۔ وہاں لوہے کا ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جس کے اندر سیڑھیاں نیچے تہہ خانے میں جاتی تھیں۔

گارشا اِس وقت تہہ خانے میں اپنے چھوٹے سے کمرے میں سو رہی تھی۔ تانیا اور گارشا ایک ہی کمرے میں تھیں۔ تانیا بھی اپنے بستر پر سو رہی تھی۔ صرف ڈاکٹر سُلطانہ جاگ رہی تھی۔ اُسے نوکروں کا انتظار تھا جو اُس کے لیے کتابیں لینے گئے تھے۔ سُلطانہ اِن کتابوں کی مدد سے کوئی فارمولا حل کرنے کی فکر میں تھی۔ دونوں نوکر اندر داخل ہوئے۔ اُنہوں نے کتابیں سُلطانہ کے حوالے کیں اور بتایا کہ اُن کی کوٹھی کا تالا ٹوٹا ہوا تھا مگر کوئی شے چوری نہیں ہوئی۔ ڈاکٹر سُلطانہ کُچھ سوچنے لگی۔ پھر الماری میں سے

دوسرا تالا نکال کر دیا اور کہا:

"یہ نیا تالا جا کر لگا دو۔"

نوکر چلے گئے مگر شوگن وہیں کھڑا رہا۔ شوگن اِن نوکروں کے ساتھ ہی سُلطانہ کے تہہ خانے میں آ گیا تھا۔ وہ غور سے ڈاکٹر سُلطانہ کو دیکھ رہا تھا۔ شوگن نے کمرے کا جائزہ لیا۔ دوسرے بستر پر ائیر ہوسٹس تانیا سو رہی تھی۔ گارشا وہاں نہیں تھی۔ شوگن کو گارشا کے جسم سے نکلنے والی خاص قسم کی خلائی تابکاری کی شُعاعیں بھی محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔ اُس کو یقین تھا کہ اپنے سیّارے اوٹان سے رابطہ ٹوٹ جانے کے بعد وہ اپنے دوسرے خلائی ساتھی کے جسم سے نکلنے والی خاص شُعاعوں کو پچاس فِٹ کے فاصلے تک محسوس کر سکتا تھا۔ وہ مارگن اور مارگن اُس کی اور اپنے دوسرے دونوں خلائی ساتھیوں کی جسمانی خلائی شُعاعوں کو پچاس

فِٹ تک محسوس کر سکتا تھا۔ مگر شوگن کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اُس کی دُشمن خلائی ساتھی گارشا نے اپنے جسم میں ایک خاص انجکشن لگا لیا تھا جس کی وجہ سے اُس کے جسم سے خلائی شُعاعوں کے خارج ہونے کا سِلسِلہ بند ہو گیا تھا۔ مگر گارشا خلائی مخلوق کی شُعاعوں کو پچاس فِٹ تک محسوس کر سکتی تھی اور اِس وقت وہ دوسرے کمرے میں سو رہی تھی۔

شوگن کے جب محسوس کیا کہ گارشا کی خلائی شُعاعیں وہاں نہیں ہیں تو وہ پریشان ہو گیا، کیوں کہ اس کا مطلب یہی تھا کہ گارشا وہاں نہیں ہے۔ گارشا کے کمرے کا دروازہ سُلطانہ کے کمرے میں کھُلتا تھا جو اس وقت بند تھا۔ سُلطانہ اُن کتابوں کو ٹیبل لیمپ کی روشنی میں دیکھ رہی تھی جو نوکر اُسے دے گئے تھے۔ شوگن کونے میں کھڑا تھا۔ شوگن نے سوچا کہ یہاں تہہ خانے میں دوسرے کمرے بھی ہوں گے۔ چل کر وہاں دیکھا جائے شاید

گارشا کا سُراغ مل جائے۔

شوگن دوسرے کھُلے کمرے میں سے گزر کر تہہ خانے کی ایک راہداری میں آگیا۔ یہاں آمنے سامنے کچُھ اسٹور بنے ہوئے تھے جن میں اٹامک کمیشن والوں کا فالتو سامان پڑا تھا۔ شوگن اِن کمروں میں گارشا کو تلاش کرنے لگا۔ دوسری طرف سُلطانہ پلنگ سے ٹیک لگائے کتاب پڑھ رہی تھی کہ پلنگ کے ساتھ والا دروازہ آہستہ سے کھُلا اور گارشا نے گردن باہر نکال کر کمرے کا جائزہ لیا۔ سُلطانہ کچُھ کہنے لگی تو گارشا نے اس کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے کان میں کہا :

"اندر آوَ۔"

سُلطانہ اُٹھ کر اندر چلی آئی۔ گارشا نے دروازہ اندر سے لاک کر لیا اور سُلطانہ سے پوچھا :

”تمہارے کمرے میں کوئی آیا تھا۔“

سُلطانہ نے جواب دیا :

”میرے نوکر کتابیں لے کر آئے تھے۔ ان کے سوا اور کوئی نہیں آیا ہے۔“

گارشا کے چہرے پر پریشانی کے اثرات تھے۔ سُلطانہ نے پوچھا :

”کیا بات ہے گارشا؟ تُم پریشان دکھائی دیتی ہو۔“

گارشا نے دھیمی آواز میں کہا : ”کوئی خلائی مخلوق پچاس فِٹ کے فاصلے پر یہاں موجود ہے۔ مُجھے اس کے جسم کی شُعاعیں محسوس ہو رہی ہیں۔“

اب تو سُلطانہ بھی کُچھ گھبرا سی گئی۔ کہنے لگی :

"مگر کمرا تو خالی ہے گارشا!"

گارشا نے سُلطانہ کی طرف دیکھ کر کہا:

"کوئی خلائی مخلوق تہہ خانے کے کسی کمرے میں داخل ہو چکی ہے۔ تابکاری کی شُعاعیں جھوٹ نہیں بولتیں۔"

سُلطانہ کہنے لگی۔ "میں جا کر دوسرے کمروں کی تلاشی لیتی ہوں۔"

سُلطانہ جانے لگی تو گارشا نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روک لیا۔

"نہیں، ایسا نہ کرنا۔ مُجھے یقین ہے شوگن یا مارٹن میں سے کوئی تہہ خانے میں آنے میں کام یاب ہو گیا ہے۔"

تب سُلطانہ نے گارشا کو بتایا کہ نوکروں نے آ کر کہا تھا کہ میری کوٹھی کا تالا ٹوٹا ہوا تھا مگر کوئی چیز چوری نہیں ہوئی تھی۔ گارشا چونکی۔ اُس نے پوچھا:

"کیا کوٹھی میں کوئی آدمی موجود تھا؟"

سُلطانہ نے کہا۔ "نوکروں کا کہنا ہے کہ کوٹھی خالی تھی۔ چور جا چکے تھے۔"

گارشا کے ذہن میں جو شک پیدا ہوا تھا وہ سچ ثابت ہو گیا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ایک طنز بھری نفرت کی مُسکراہٹ اُبھری۔ کہنے لگی:

"سُلطانہ شوگن اور مارگن میں سے کوئی خلائی آدمی غیبی حالت میں وہاں موجود تھا اور وہ تمہارے نوکروں کے ساتھ ہی یہاں تہہ خانے میں داخل ہو چکا ہے۔"

"مگر گارشا وہ غائب کیسے ہو گیا؟"

گارشا نے سُلطانہ کے مُنہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "اللہ کے لیے آہستہ بولو۔ یہ وقت سائنس کے سوال حل کرنے کا نہیں۔ میں تصدیق کرنا چاہتی ہوں کہ مارگن

یا شوگن غیبی حالت میں یہاں آ چکا ہے۔ وہ میرے جسم کی شُعاعیں محسوس نہیں کر سکتا، کیوں کہ میرے جسم کی خلائی شُعاعیں بند ہو چکی ہیں۔ تُم آرام سے جا کر پلنگ پر بلب بند کر کے سو جاؤ اور خبر دار کوئی آواز مت نکالنا۔"

گارشا نے سُلطانہ کو کمرے سے باہر دھکیل۔ کمرے میں آ کر پلنگ پر لیٹ گئی۔ اس نے ٹیبل لیمپ بُجھا دیا اور اندھیرے میں آنکھیں بند کر کے سوچنے لگی کہ گارشا خلائی مخلوق کو کیسے تلاش کرے گی۔ گارشا نے اپنے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ جلدی سے باتھ روم میں گئی۔ وہاں سے جسم پر چھڑکنے والا پاؤڈر کا ڈبّا اُٹھایا اور دروازے کے آگے دو نیٹ جگہ پر سفید پاؤڈر چھڑک دیا۔ ڈبے کو ہاتھ روم میں رکھا اور دروازہ بند کر کے اپنے پلنگ کے نیچے گھُس کر لکڑی کے فرش کا تختہ اُٹھایا۔ نیچے ایک زینہ جاتا تھا۔ گارشا نے زینے پر اُترنے کے بعد تختہ بند کر دیا۔ فرش برابر ہو گیا اور

وہ زینے ہی میں سانس روک کر بیٹھ گئی۔

اُدھر شوگن کو جب تہہ خانے میں کسی اسٹور میں گارشا نظر نہ آئی تو وہ واپس ڈاکٹر سُلطانہ کے کمرے میں آگیا۔ وہاں بھی بجھی ہوئی تھی اور سُلطانہ پلنگ پر ایسے لیٹی تھی جیسے گہری نیند سو رہی ہو۔ جب کہ سُلطانہ دراصل جاگ رہی تھی۔ شوگن نے سوچا کہ پلنگ کے ساتھ جو دروازہ ہے اُسے کھول کر دیکھنا چاہیے۔ وہ خاموشی سے سُلطانہ کے قریب سے گزرا۔ دروازے کو آہستہ سے کھولا اور گارشا کے کمرے میں داخل ہوگیا۔

سُلطانہ نے واضح طور پر محسوس کیا کہ کوئی اس کے پلنگ کے قریب سے گزرا ہے۔ پھر اُسے آہستہ سے دروازہ کھولنے کی آواز آئی۔ اُس لیے ایک آنکھ کھول کر دیکھا۔ اندھیرے میں اسے کچھ نظر نہ آیا شوگن تو غیبی حالت میں تھا۔ وہ اسے نظر آ بھی نہیں سکتا تھا۔ شوگن نے گارشا کے کمرے میں

آتے ہی دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔ کمرے میں اندھیرا ہونے کے باوجود اسے خالی پلنگ اور دوسری چیزیں نظر آ رہی تھیں۔ شوگن پلنگ کے پاس آگیا۔ پلنگ پر گارشا نے بستر اِس طرح ٹھیک کر دیا تھا جیسے وہاں کوئی نہیں سو رہا تھا۔ شوگن کو وہاں گارشا کے جسم کی خلائی شُعاعیں بھی محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ باتھ روم میں گیا۔ باتھ روم بھی خالی تھا۔ فرش کے نیچے زینے پر بیٹھی گارشا کو خلائی مخلوق کی شُعاعیں بڑی قریب محسوس ہو رہی تھیں۔ اس نے دروازہ کھلنے کی آواز بھی سُن لی تھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ شوگن یا مارگن میں سے کوئی غیبی حالت میں کمرے میں داخل ہوا ہے۔ وہ خاموشی سے وہاں بیٹھی رہی۔ اسے قدموں کی چاپ بالکل سُنائی نہیں دے رہی تھی، کیوں کہ غیبی حالت میں ہونے کی وجہ سے شوگن کے پاؤں فرش بڑے ہلکے پڑ رہے تھے۔

شوگن کو جب یقین ہو گیا کہ وہاں گارشا نہیں ہے تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ گارشا نے خلائی شُعاعوں کو دُور ہوتے محسوس کیا۔ پھر یہ شُعاعیں بہت ہی ہلکی ہو گئیں کیوں کہ اُس وقت شوگن تہہ خانے سے نکل کر اس کے دروازے پر آ کر رُک گیا تھا اور سوچنے لگا تھا کہ اب اُسے گارشا کو کہاں تلاش کرنا چاہیے کیوں کہ اس کے خیال میں گارشا سُلطانہ کے خُفیہ ٹھکانے پر بھی نہیں تھی۔ پہلے اُس نے سوچا کہ سُلطانہ کو ہلاک کر دیا جائے۔ پھر خیال آیا کہ جب تک گارشا کو ہلاک نہیں کیا جاتا کسی دوسرے کو قتل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ سُلطانہ کو تو وہ جب چاہے موت کی نیند سُلا سکتا ہے۔ اصل دُشمن تو گارشا ہے۔

گارشا نے جب محسوس کیا کہ خلائی شُعاعیں بہت مدھم پڑ گئی ہیں تو اس نے آہستہ سے فرش کا تختہ اٹھایا اور پلنگ کے نیچے سے باہر نکل آئی۔ باہر

نکلتے ہی اُس نے دروازے کو آہستہ سے لاک کیا اور ٹیبل لیمپ روشن کر دیا۔ ٹیبل لیمپ کی روشنی میں اُسے دروازے کے پاس پاؤڈر پر ایک آدمی کے پاؤں کے نشان صاف نظر آئے۔ اُس نے جھُک کر ان نشانوں کو غور سے دیکھا۔ یہ خلائی جوتوں کے نشان تھے۔ گارشا کا دِل زور سے دھڑکا۔ اُس کا شُبہ ٹھیک نکلا تھا۔ یہ شوگن یا مارگن میں سے کوئی تھا۔ پھر اس کو خیال آیا کہ یہ شوگن ہی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ شوگن خلائی سیّارے کا بڑا ذہین اور تجربہ کار سائنس داں تھا اور اُسے ہی وہ خلائی فارمولا معلوم تھا جس پر عمل کرنے سے ایک انسان دوسروں کی نظروں سے اوجھل ہو سکتا ہے۔ گارشا سوچ میں پڑ گئی۔ شوگن بڑے خطرناک ہتھیار سے لیس ہو کر حملہ آور ہوا تھا۔ اس کا توڑ گارشا کے پاس بھی نہیں تھا۔ یہ بات گارشا بھی جانتی تھی کہ شوگن کو وہ طریقہ معلوم ہے جس سے گارشا مر سکتی تھی۔

اب وہ ضرور ایسا طریقہ اختیار کرے گا جس سے گارشا کی موت واقع ہو جائے۔ اسے اس کا توڑ دریافت کرنا ہوگا۔ گارشا سوچنے لگی کہ اس طرح تو شوگن اسے اپنی قاتلانہ سازش کا بڑی آسانی سے نشانہ بنا سکتا ہے۔ وہ تو اسے دیکھ بھی نہیں سکتی۔ اسے کیا کرنا چاہیے؟

ایک بات ثابت ہو گئی تھی کہ شوگن غائب ہے اور اس کی تلاش میں ہے۔ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے اور مُشکل یہ ہے کہ وہ اسے دیکھ نہیں سکتی۔ گارشا کو اس خلائی فارمولے کا پتا تھا جس کے ذریعہ سے وہ بھی غائب ہو سکتی تھی۔ مگر اس کے پاس اس فارمولے پر عمل کرنے کے لیے ضروری خلائی سائنسی سامان نہیں تھا۔ گارشا کو صرف ایک بات کی تسلّی تھی کہ شوگن یا مارگن اس کے جسم کی شُعاعیں محسوس نہیں کر سکتے۔ مگر شوگن اسے دیکھ سکتا تھا اور یوں وہ گارشا کی گردن کی ایک خاص رگ پر

اُنگلی رکھ کر اُسے بے ہوش کر سکتا تھا۔ گارشا کو سب سے بڑا خطرہ یہی تھا کہ اگر کہیں وہ سو رہی ہوئی اور شوگن نے اس کی گردن کی رگ پر اُنگلی رکھ دی تو وہ بے ہوش ہو جائے گی اور پھر شوگن کے رحم و کرم پر ہوگی۔ شوگن اسے ہلاک کرنے کا طریقہ جانتا تھا۔

دوسری طرف شوگن کچُھ دیر تہہ خانے کے باہر دروازے کے کھڑا رہا اور اس کے بعد شہر کے ویران ٹیلوں والے پرانے قبرستان کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد گارشا نے محسوس کیا کہ شوگن کے جسم کی شُعاعیں بھی غائب ہو گئی ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ وہاں سے دور جا چکا ہے۔ گارشا نے دروازہ کھول دیا۔ سُلطانہ جاگ رہی تھی، مگر چُپ تھی۔ گارشا نے کہا:

"اندر آ جاؤ سُلطانہ!"

سُلطانہ گارشا کے کمرے میں آ گئی گارشا نے اسے فرش پر بکھرے ہوئے سفید پاؤڈر پر لگے ہوئے شوگن کے خلائی جوتوں کے نشان دکھائے اور پھر ساری بات سمجھائی کہ کس طرح سے شوگن ایک خاص خلائی فارمولے پر عمل کر کے دوسروں کی نظروں سے غائب ہونے کی طاقت حاصل کر چکا ہے۔ سُلطانہ بڑے غور سے فرش پر شوگن کے جوتوں کے نشان دیکھ رہی تھی۔ وہ گھبرائی ہوئی آواز میں بولی :

"اس کا مطلب ہے کہ دُشمن ہمارے گھر میں گھُس آیا ہے۔"

گارشا نے کہا۔ "اگر میں فرش کے نیچے خُفیہ زینے میں نہ اُتر جاتی تو میری جان خطرے میں پڑ سکتی تھی۔"

"پھر اب کیا ہو گا؟" سُلطانہ نے پریشانی سے پوچھا۔

گارشا بولی :

"یہ شوگن ہی ہے۔ میں نے اس کے جوتوں کو پہچان لیا ہے۔ اس نے تمھیں اور سوئی ہوئی تانیا کو کُچھ نہیں کہا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ سب سے پہلے مُجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے، کیوں کہ میں ہی اس کی نمبر ایک دُشمن ہوں اور اُنھیں خطرہ بھی مُجھ سے ہی ہے۔ کیوں کہ میں اُن کی طرح کی خلائی مخلوق ہوں اور ان کی ساری چالوں کو سمجھتی ہوں۔ مُجھے مار ڈالنے کے بعد وہ آزاد ہوں گے اور سے اس شہر میں تباہی پھیلا سکیں گے۔"

"تمھیں یہاں سے کسی دوسری جگہ چلا جانا چاہیے گارشا۔" سُلطانہ نے مشورہ دیا۔

"میں سمجھتی ہوں کہ اب تُم اور تانیا بھی یہاں سے اپنے اپنے گھروں کو چلی جاؤ۔ تمھیں شوگن اور مارگن کُچھ نہیں کہیں گے۔ وہ میرے پیچھے لگے ہیں۔

میں بھی انسپکٹر شہباز اور پروفیسر رضوی سے مشورہ کرنے کے بعد کسی دوسری جگہ چلی جاتی ہوں کیوں کہ شوگن نے یہ جگہ دیکھ لی ہے۔“

گارشا نے اسی وقت انسپکٹر شہباز کو فون کر دیا۔

گارشا لوہے کے پائپ میں

انسپکٹر شہباز گہری نیند سو رہا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز پر اُس کی آنکھ کھُل گئی۔ دوسری طرف سے گارشا نے کہا۔ "انسپکٹر شہباز میں گارشا بول رہی ہوں۔ خلائی دُشمن شوگن کو میرے خُفیہ ٹھکانے کا پتا چل گیا ہے۔ باقی باتیں میں بعد میں بتاؤں گی، میں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہتی ہوں۔"

انسپکٹر شہباز ایک ہاتھ سے آنکھیں مل رہا تھا، بولا :

"خلائی دُشمن شوگن ؟ اسے کیسے پتا چل گیا کہ تُم اس جگہ ہو؟"

"میں نے کہا نا کہ میں یہ باتیں بعد میں بتاؤں گی۔ اس وقت خطرہ ہے کہ وہ دوبارہ یہاں نہ آجائے۔" گارشا نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ انسپکٹر شہباز بولا :

"تُم اس وقت یہاں سے نکلیں تو وہ تمہیں دیکھ لے گا۔"

گارشا نے کہا۔ "وہ اس وقت آس پاس نہیں ہے۔ یہی موقع ہے میرے فرار ہونے کا۔ سُلطانہ اور تانیا کو میں اُن کے گھر پہنچا رہی ہوں۔ اُن کا بھی اب یہاں رہنا مناسب نہیں شوگن کسی بھی وقت اُنھیں موت کی نیند سلا سکتا ہے۔"

انسپکٹر بولا۔ "ٹھیک ہے، میں گاڑی لے کر آرہا ہوں۔" گارشا نے فون بند کر دیا۔ اُس نے سُلطانہ سے کہا۔ "میرا خیال سے تُم دونوں بھی ابھی اپنے گھر نہ جاؤ بلکہ تمہیں کسی ہوسٹل میں بھجوا دیتی ہوں آخر تُم خطرے میں کیوں رہو۔"

سُلطانہ نے کہا۔ "ہوسٹل؟"

"ہاں!" گارشا بولی۔ "انسپکٹر شہباز اِس کا بندوبست کر دے گا۔ کسی کو شُبہ بھی نہیں ہو سکے گا کہ تُم وہاں رہ رہی ہو۔"

پندرہ منٹ بعد انسپکٹر شہباز گاڑی لے کر آ گیا۔ تانیا کو بھی جگا کر سارے حالات بتا دیے گئے۔ تینوں لڑکیاں انسپکٹر شہباز کی گاڑی میں سوار ہو گئیں اور وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے لیڈیز پولیس کے ہوسٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اُس نے سُلطانہ اور تانیا کو لیڈیز پولیس کے آفیسرز ہوسٹل میں

ٹھہرانے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیڈیز پولیس ہوسٹل کی سپر نٹنڈنٹ مس رضوانہ کو انسپکٹر شہباز نے بتایا کہ سُلطانہ اور تانیا کُچھ عرصے کے لیے ہوسٹل میں ٹھہریں گی اور اِن کے بارے میں کسی کو سوائے اِس کے کُچھ نہیں بتایا جائے گا کہ یہ پولیس کے ایک اہم کیس کی خُفیہ تفتیش کرنے کے لیے وہاں ٹھہری ہوئی ہیں۔ سب کو تاکید کر دینا کہ وہ بھی کسی سے کوئی ذکر نہ کریں۔ سُلطانہ اور تانیا کو شہر سے باہر ایک جھیل کے کنارے واقع لیڈیز پولیس ہوسٹل میں چھوڑ کر انسپکٹر شہباز گارشا کو لے کر آگے بڑھا۔ اس نے گارشا سے کہا:

"گارشا! میری کوٹھی کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ میرا خیال ہے وہ جگہ تمہارے لیے بالکل محفوظ رہے گی۔ میری نوکرانی تمہارا خیال رکھے گی۔ میری کوٹھی کافی بڑی ہے۔ تُم رات کو اس کے باغ میں چل پھر بھی سکتی

ہو۔"

گارشا کچھ اور سوچ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں اپنی خلائی سائنس کے کئی ایک فارمولے چکر لگا رہے تھے جن کی مدد سے وہ شوگن کے غائب ہو جانے کا توڑ دریافت کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا:

"میں وہیں رہ لوں گی مگر مجھے وہاں کچھ سائنسی دواؤں اور دوسرے آلات کی ضرورت ہوگی۔"

انسپکٹر شہباز نے کہا۔ "وہ سب کچھ تمہیں وہاں پہنچا دیا جائے گا۔"

انسپکٹر کو گارشا نے شوگن کے غائب ہو جانے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا۔ وہ فکرمند ہو کر بولا:

"یہ شوگن غائب رہ کر تو شہر میں بڑی تباہی مچا سکتا ہے گارشا! اس کا کوئی توڑ

دریافت ہونا چاہیے۔"

گارشا نے کہا۔ "میں اِسی کوشش میں ہوں۔"

گارشا نے انسپکٹر کی کوٹھی کے نیچے جو تہہ خانہ تھا اس میں اپنا بستر لگوالیا اور باقی رات خاموشی سے آرام کیا۔ دوسری طرف شوگن نے بھی رات ویران قبرستان میں گزاردی۔ یہاں خلائی مخلوق کا جو ہنگامی تہہ خانہ بچ گیا تھا شوگن وہیں آ گیا تھا۔ اس نے وہیں سے برازیل میں مارگن کو سِگنل دیا اور سارے حالات بتاتے ہوئے کہا:

"تُم تیّار رہو۔ میں کسی وقت بھی تمہیں یہاں اپنے پاس بُلا سکتا ہوں۔ گارشا کل نہیں تو پرسوں میرے قبضے میں آجائے گی۔"

اُدھر گارشا نے انسپکٹر کے تہہ خانے میں کُچھ ضروری سائنسی آلات اور

دوسرا سامان منگوا کر اپنے خلائی سائنسی فارمولوں پر کام شروع کر دیا۔ دو دِن گزر گئے شوگن روزانہ قبرستان سے نکل کر گارشا کو شہر بھر میں تلاش کرتا پھرتا۔ مگر اسے کسی بھی جگہ گارشا کے جسم سے نکلنے والی شُعاعیں محسوس نہ ہوتیں۔ تیسرے دِن گارشا ایک ایسی دوا ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گئی جس کے قطرے آنکھوں میں ڈالنے سے آنکھوں سے اوجھل چیزیں نظر آجاتی تھیں۔ گارشا نے اپنی آنکھوں میں اس دوا کا ایک ایک قطرہ ڈالا اور سامنے والی دیوار کی طرف دیکھا۔ اسے دیوار کے دوسری طرف والے کمرے کی چیزیں نظر آنے لگیں۔ گارشا خوشی سے اُچھل پڑی۔ اس نے انسپکٹر شہباز سے بھی اس نئی ایجاد کا ذکر نہ کیا۔ اس کا خیال تھا کہ کہیں انسپکٹر کی زبان سے یہ راز بے خیالی میں نکل نہ جائے۔ اسی رات گارشا نے ایک دوسرا اہم کام کیا۔ اس نے اپنے جسم میں ایک

دوسرا انجکشن لگا لیا۔ اس انجکشن کے اثر سے یہ ہوا کہ اس کے جسم سے خلائی تابکاری کی شُعاعیں پھر سے خارج ہونا شروع ہو گئیں۔ گارشا اِس طرح سے شوگن کو اپنی طرف لانا چاہتی تھی تاکہ وہ یہ آزما سکے کہ کیا وہ شوگن کو غیبی حالت میں دیکھ سکتی ہے۔ انجکشن لگانے کے بعد گارشا انسپکٹر کے تہہ خانے سے باہر نکل آئی۔

اِس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔ گارشا کو معلوم تھا کہ شوگن رات کو ویران قبرستان میں کہیں جا کر کسی جگہ چھُپ جاتا ہے۔ گارشا نے جیپ نکالی اور سیدھی شہر سے باہر ویران قبرستان کی طرف روانہ ہو گئی۔ قبرستان کے دروازے سے باہر اُس نے جیپ کھڑی کر دی اور خود اس سے نکل کر باہر کھڑی ہو گئی۔

اُس وقت شوگن قبرستان کے قریب ہی ہنگامی خلائی تہہ خانے میں بیٹھا

مارگن سے ریڈیو ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ اچانک گارشا کے جسم سے نکلنے والی خلائی شُعاعیں اُس کے جسم سے ٹکرائیں۔ اس نے چونک کر مارگن سے کہا۔ "مارگن! مُجھے گارشا کے جسم کی تابکاری کا احساس ہو رہا ہے۔ وہ کہیں قریب ہی ہے۔ میں سِگنل بند کرتا ہوں۔ میرے دوسرے پیغام کا انتظار کرو۔"

ریڈیو ٹرانسمیٹر بند کر کے شوگن جلدی سے تہہ خانے سے باہر نکل آیا۔ مگر باہر اب گارشا کے جسم کی شُعاعوں کا اثر مدھم پڑ گیا تھا۔ گارشا وہاں سے پچاس فِٹ دُور ایک پرانی قبر میں چھُپ گئی تھی۔ دوسرا انجکشن وہ اپنے ساتھ ہی لائی تھی۔ جس سے اُس کے جسم کی شُعاعیں نکلنی فوراً بند ہو جائیں۔ وہ قبر کے سوراخ میں سے باہر قبروں کی طرف تک رہی تھی۔ خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے گارشا بھی اندھیرے میں دیکھ سکتی تھی۔

اچانک اُسے ایک طرف سوکھے درختوں کے نیچے شوگن آتا دکھائی دیا۔ اُس نے شوگن کو فوراً پہچان لیا۔ وہ خلائی سوٹ میں تھا۔ وہ غائب تھا مگر گارشا کو صاف نظر آ رہا تھا، کیوں کہ گارشا نے خاص دوا کے قطرے اپنی آنکھوں میں ڈال رکھے تھے۔ شوگن کو قبر کی طرف آتے دیکھ کر گارشا نے جلدی سے اپنے بازو میں دوسرا انجکشن لگا لیا۔ اِس انجکشن کے لگتے ہی اس کے جسم سے تابکاری کی شُعاعیں نکالنی بند ہو گئیں۔ جُونہی شوگن کو گارشا کے جسم کی شُعاعیں آنا بند ہوئیں وہ وہیں رُک گیا اور قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر گردن گھما کر دیکھنے لگا۔ گارشا پرانی قبر کے اندر سے اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ گارشا کو یقین تھا کہ شوگن اِس وقت غیبی حالت میں ہی ہے، کیوں کہ اُس کے جسم میں سے چھوٹے چھوٹے ایٹمی ذرّات باہر نکل رہے تھے۔

شوگن یہی سمجھا کہ گارشا قبرستان میں آئی تھی اوراب شہر کی طرف بھاگ گئی ہے۔ وہ جلدی سے ہوا میں اُچھلا اور شہر کی طرف آہستہ آہستہ اُڑنے لگا۔ گارشا نے اُسے ہوا میں اُچھل کر پرواز کرتے دیکھ لیا تھا۔ جب شوگن قبرستان کے درختوں کے اُوپر سے ہو کر دُور چلا گیا تو گارشا تیزی سے قبر میں سے میں نکلی، جیپ میں سوار ہوئی اور دوسری طرف سے ہو کرانسپکٹر شہباز کی کوٹھی کی طرف چل پڑی۔ شوگن فضا میں زمین سے پچاس فِٹ بُلند ہو کر پرواز کر رہا تھا تاکہ اُسے گارشا کی شُعاعیں محسوس ہو جائیں۔ مگر گارشا جیسے زمین میں غائب ہو گئی تھی۔ اُس کے جسم کی شُعاعیں اُسے کہیں بھی محسوس نہیں ہو رہی تھیں۔ پھر بھی وہ بڑھتا ہی چلا جا رہا تھا۔ گارشا دوسری سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی اپنے تہہ خانے میں پہنچ گئی۔ اُسے بے حد خُوشی ہوئی تھی کہ اُس کا تجربہ کامیاب رہا ہے اور وہ اب ایک ماہ تک دوا کے

خاص قطروں کی وجہ سے غائب شوگن کو دیکھ سکے گی اور وہ اُس کے خلاف کوئی خُفیہ حملہ نہ کر سکے گا۔ اُس نے تہہ خانے میں جاتے ہی سُلطانہ کو اُس کے ہوسٹل فون کیا اور اُسے بتایا کہ میں نے دوائی کے قطرے ایجاد کر لیے ہیں جن کو آنکھوں میں ڈالنے سے میں غائب شوگن کو دیکھ سکتی ہوں۔

سُلطانہ نے پوچھا:

"تمہیں کیسے یقین ہے کہ تمہاری ایجاد درست ہے؟"

گارشا نے سُلطانہ کو سارا واقعہ سُنا دیا کہ اس نے شوگن کو قبرستان میں دیکھ لیا ہے۔ پھر بولی:

"صُبح تُم میرے پاس آنا۔ میں تمہیں اِس دوا کے کُچھ قطرے دوں گی۔ تُم اور تانیا دونوں اُنہیں اپنی آنکھوں میں ڈال لینا، کیوں کہ شوگن تمہارے بھی پیچھے لگا ہوا ہے اور وہ تُم دونوں کو بھی ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے

ہوئے ہے اور تُم اُس کو شکل سے پہچانتی بھی ہو۔ یہ دوا آنکھوں میں ڈالنے سے تُم اپنے قاتل کو غیبی حالت میں بھی دیکھ کر اُس سے اپنے آپ کو بچا سکو گی۔"

دوسرے دِن سُلطانہ اور تانیا بھی خُفیہ طریقے سے گارشا کے پاس تہہ خانے میں پہنچ گئیں۔ گارشا نے ان دونوں کی آنکھوں میں بھی دوا کے دو دو قطرے ڈال دیے پھر کہا :

"کیا تُم اِس دیوار کے پیچھے دیکھ سکتی ہو؟"

تانیا اور سُلطانہ نے دیکھا کہ دیوار کے پیچھے دوسرے کمرے کا سارا سامان نظر آ رہا تھا۔ وہ تو حیران رہ گئیں۔ گارشا نے کہا۔

"اب تُم خاموشی سے اپنے ہوسٹل واپس چلی جاؤ۔ اگر شوگن تمہیں نقصان

پہچاننے کے خیال سے آیا تو کم از کم اسے دیکھ تو سکو گی اور اُس کے حملے سے بچنے کے لیے کوئی قدم اُٹھا سکو گی۔“

تانیا اور سُلطانہ تھوڑی دیر بعد واپس چلی گئیں۔ اتّفاق سے اِس وقت شوگن انسپکٹر شہباز کی کوٹھی کے اُوپر سے گزر رہا تھا۔ اُس نے دو عورتوں کو اندھیری رات میں کوٹھی کے پچھلے دروازے سے باہر نکلتے دیکھا تو نیچے آ گیا۔ اُس نے سُلطانہ اور تانیا کو فوراً پہچان لیا، مگر وہ چوں کہ اُن کی جیپ کے اوپر تھا اِس لیے تانیا اور سُلطانہ نے اُسے نہ دیکھا۔ شوگن سمجھ گیا کہ اگر سُلطانہ اور تانیا اِس کوٹھی میں آئی ہیں تو گارشا ضرور اِسی جگہ کہیں چھپی ہوئی ہوگی۔ دوسری طرف گارشا اپنی سہیلیوں کے جانے کے بعد بتّی بُجھا کر اپنے پلنگ پر لیٹ چکی تھی۔ وہ سخت تھک گئی تھی اور اس کی خواہش تھی کہ وہ جلد سو جائے۔ چناں چہ لیٹنے کے بعد اِسے فوراً نیند آ گئی۔ نیند آ جانے

سے وہ خارج ہونے والی خلائی شُعاعوں کو محسوس نہ کر سکتی تھی۔ شوگن زمین پر اُتر آیا۔ اُس نے دیکھا کہ کوٹھی کا پچھلا دروازہ اندر سے بند ہے۔ دروازہ کھولنا اِس خلائی مخلوق کے لیے کوئی مُشکل کام نہیں تھا۔ اُس نے ہاتھ دروازے پر رکھ کر ذرا سا زور لگایا اور اس کی کُنڈی الگ ہو گئی۔ دروازہ کھُل گیا۔ شوگن نے دیکھا کہ ایک زینہ نیچے جا رہا ہے۔ وہ زینہ اُترنے لگا۔ زینے میں اندھیرا تھا مگر شوگن کو سب کُچھ نظر آ رہا تھا۔ زینہ اُتر کر وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا۔ آگے پھر ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ شوگن نے دروازے پر ہاتھ رکھا۔ پھر ہاتھ نیچے کر لیا۔ دروازے کی کنڈی کے پاس ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ شوگن دیکھنا چاہتا تھا کہ اندر اگر گارشا ہے تو کہیں وہ جاگ تو نہیں رہی، کیوں کہ جاگتے ہوئے وہ بھی شوگن پر خلائی گن سے حملہ کر سکتی تھی۔ شوگن نے سوراخ میں سے دیکھا تو اُس کے جسم میں

ایک سنسنی دوڑ گئی۔

گارشا کو کمرے کے اندھیرے میں وہ پلنگ پر گہری نیند سوتے ہوئے صاف دیکھ رہا تھا۔ اب بڑی احتیاط کی ضرورت تھی۔ گارشا کی آنکھ کھُل سکتی تھی۔ شوگن نے بند دروازے کے اوپر اُس جگہ ہاتھ رکھ دیا جہاں اندر کی جانب چٹخنی لگی ہوئی تھی۔ شوگن نے اِس طریقے سے دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ چٹخنی کھُل جانے کی صورت میں اُچھل کر واپس دروازے کے پٹ سے نہ ٹکرائے۔ ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ کُنڈی اُکھڑ گئی۔ شوگن وہیں ساکت ہوگیا۔ اُس نے سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا۔ گارشا کو خبر تک نہ ہوئی تھی۔ وہ اِسی طرح گہری نیند سو رہی تھی۔ حال آں کہ گارشا پہلے کبھی اتنی گہری نیند نہیں سوئی تھی، مگر اُس روز اس کی خواہش تھی کہ وہ خوب سوئے۔ شاید وہ اِس لیے بھی مطمئن تھی کہ اب وہ غائب شوگن کو

دیکھ سکتی تھی۔ مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ آدمی کو اپنے دُشمن سے کبھی
غافل نہیں رہنا چاہیے۔ دُشمن کسی بھی وقت کسی بھی شکل میں حملہ کر سکتا
ہے۔

شوگن کو جب اطمینان ہو گیا کہ گارشا جاگی نہیں بلکہ اسی طرح گہری نیند سو
رہی ہے تو اُس نے آہستہ سے دروازے کا ایک پٹ کھولا اور کمرے میں
داخل ہو گیا۔ اب دیر کرنا خود اس کی ہلاکت کا باعث ہو سکتا تھا۔ وہ دو تین
لمبے لمبے قدم اُٹھا کر گارشا کے سرہانے کی جانب گیا اور جاتے ہی گارشا کی
گردن کی ایک خاص رگ پر اپنی اُنگلی رکھ دی۔ اُنگلی کے رکھتے ہی گارشا
کے جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ شوگن کو بھی
یقین تھا کہ گردن کی رگ پر اُنگلی رکھنے سے گارشا بے ہوش ہو گئی ہے۔
اُس نے گارشا کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھے۔ اس کے مُنہ میں رومال

ٹھونسا اور کندھے پر ڈال کر انسپکٹر شہباز کے تہہ خانے سے باہر آگیا باہر آتے ہی وہ فضا میں بُلند ہو گیا۔

شوگن نے پہلے ہی سے وہ جگہ تاڑ رکھی تھی جہاں اُسے لوہے کے بند پائپ مل سکتے تھے۔ یہ جگہ شہر سے باہر لوہے کا ایک کارخانہ تھا۔ اِس کارخانے کے احاطے میں بے شمار ایسے لوہے کے پائپ پڑے تھے جو ایک طرف سے بند تھے اور دوسری طرف سے کھُلے تھے۔ اُن کے ڈھکنے بھی وہیں رکھے ہوئے تھے۔ لوہے کے یہ سلنڈر مُلک سے باہر سپلائی کرنے کے لیے تیّار کیے گئے تھے۔

شوگن بڑی تیزی سے پرواز کرتا اس کارخانے کے احاطے میں آکر اُتر گیا۔ احاطے کے باہر ایک چوکیدار چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سیٹی بجاتا تھا۔ شوگن کو خیال آیا کہ یہ چوکیدار اس کے کام

میں رکاوٹ ڈال سکتا ہے اس نے بے ہوش گارشا کو وہیں ایک طرف زمین پر ڈالا اور خود چوکیدار کی طرف بڑھا۔ چوکیدار سیٹی بجاتا چل رہا تھا۔ شوگن نے جاتے ہی اُس کی گردن کی رگ پر اُنگلی رکھ دی۔ چوکیدار وہیں بے ہوش ہو کر دھڑام سے گِر پڑا۔ شوگن واپس گارشا کے پاس آیا۔ اس نے پائپ کے ڈھیروں میں سے لوہے کا ایک پائپ باہر کھینچا اور بے ہوش گارشا کو اس پائپ میں ڈال دیا۔ پھر پائپ کا ڈھکنا تلاش کر کے اس کا دوسرا سِرا بھی بند کر دیا۔ اب گارشا لوہے کے پائپ میں بند ہو گئی تھی اور وہ ہوش میں آنے کے بعد ہزار کوشش کے باوجود اس پائپ سے باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ شوگن کے اندازے کے مطابق گارشا پائپ کے اندر زیادہ سے زیادہ ایک ڈیڑھ گھنٹے تک زندہ رہ سکتی تھی۔ اس کے بعد اس کا مرنا یقینی تھا۔

شوگن نے پائپ کندھے پر رکھا اور فضا میں پرواز کرتا ہوا سمندر کے کنارے پہنچ گیا۔ کنارے پر اُترنے کے بجائے وہ پرواز کرتا کھُلے سمندر میں نکل گیا۔ جب وہ کنارے سے کوئی ساٹھ ستّر میل دور سمندر میں آگیا تو اُس نے وہ لوہے کا پائپ جس میں گارشا بند تھی سمندر میں پھینک دیا۔ پائپ بھاری ہونے کی وجہ سے سمندر میں ڈوبنے لگا اور نیچے ہی نیچے اُترنے لگا۔

شوگن نے پہلی بار ایک فاتحانہ قہقہہ لگایا اور ویران قبرستان کی طرف مُڑ گیا۔ قبرستان والے ہنگامی تہہ خانے میں آتے ہی اُس نے مارگن کو وائرلیس پر ساری کارروائی سُنادی۔ مارگن بھی بڑا خوش ہوا اور بولا:

"چیف! تُم نے کمال کر دِکھایا۔ گارشا کی موت ہماری زندگی ہے۔ اب ہم اس دُنیا سے ایسا بھیانک انتقام لیں گے کہ انسانی نسل کی تباہی پر کوئی

رونے والا بھی نہ ہو گا۔ کیا میں تمہارے پاس آ جاؤں؟"

شوگن نے مارگن سے کہا:

"نہیں، ابھی تمہارے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گارشا کو ہم نے راستے سے ہٹا دیا ہے۔ اب میں سُلطانہ اور تانیا کو ہلاک کرنے ہوں۔ اِس کے بعد تُم یہاں آ جانا۔ پھر اِس شہر کی تباہی کا باقاعدہ پروگرام بنا کر اِس کی عمارتوں، پُلوں اور کارخانوں کو اُڑانا شروع کر دیں گے۔ جب یہ شہر ختم ہو جائے گا تو پھر دوسرے شہر کا رُخ کریں گے۔ ابھی مُجھے سُلطانہ اور تانیا سے نمٹ لینے دو۔"

شوگن نے وائرلیس سیٹ بند کر دیا اور اسی وقت سُلطانہ اور تانیا کی تلاش میں قبرستان سے نکل کر شہر کی طرف پرواز کر گیا۔ صُبح ہونے والی تھی۔ کراچی شہر بیدار ہو رہا تھا۔ اس کی بڑھتی سڑکوں پر شہر کے باہر سے سبزی

اور دوسرا سامان لانے والے بڑے بڑے ٹرک اور ٹریلر چلنے شروع ہو گئے تھے۔ شوگن غیبی حالت میں پرواز کر رہا تھا۔ اب اسے زمین سے صرف پچاس فِٹ بُلند رہ کر پرواز کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ گارشا کا وہ اپنی طرف سے کام تمام کر چکا تھا۔ اب اس ملک میں اُس کے اپنے سوا دوسرا کوئی خلائی آدمی نہیں تھا۔ خلائی گن شوگن کی پیٹی سے لگی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر میں دِن نکل آیا۔

شوگن ایک چھوٹے سے گراؤنڈ کے اُوپر سے گزرا تو اسے کُچھ عورتیں پولیس کی وردی پہنے گراؤنڈ میں پریڈ کرتی نظر آئیں۔ شوگن نیچے آگیا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کون عورتیں ہیں۔ جو فوجی انداز میں پریڈ کر رہی ہیں۔ اصل میں یہ زنانہ پولیس ہوسٹل کا گراؤنڈ تھا اور یہاں رہنے والی پولیس افسر عورتیں صُبح کو روزانہ پریڈ کرتی تھیں۔ اسی ہوٹل میں سُلطانہ اور تانیا بھی رہ

رہی تھیں۔ وہ تہہ خانے میں نہیں بلکہ ہوسٹل کی دوسری منزل کے ایک کمرے میں ہی رہتی تھیں۔ اس وقت سُلطانہ اور تانیا اپنے کمرے کی کھڑکی سے لگی زنانہ پولیس کی پریڈ کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ شوگن جُونہی نیچے آیا تواس کی نظر سُلطانہ اور تانیا پر پڑ گئی۔ وہ بے دھڑک ان کی طرف آ گیا۔ اسے اُمّید نہیں تھی کہ اتنی جلدی شکار مل جائے گا۔

دوسری طرف سُلطانہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی آنکھوں میں گارشا کی خاص دوائی تھی جس کی وجہ سے اس نے بھی شوگن کو دیکھ لیا تھا۔ تانیا نے گھبرا کر پوچھا:

"کیا ہوا؟"

سُلطانہ یہ کہ کر کمرے کی طرف بھاگی کہ وہ دیکھو خلائی شوگن! شوگن نے جب تانیا اور سُلطانہ کو اپنی طرف گھورتے دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ ان

عورتوں نے اسے دیکھ لیا ہے۔ اب وہ اُنہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ایک سیکنڈ کے اندر شوگن نے لیزر گن نکالی اور سُلطانہ اور تانیا پر باری باری فائر کر دیا۔ تانیا تو بچ گئی اور سیڑھیوں کی طرف بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئی مگر سُلطانہ نہ بچ سکی۔ خلائی گن کا شُعلہ اس کے جسم سے ٹکرایا اور وہ وہیں جل کر بھسم ہو گئی۔

شوگن کھڑکی کے راستے سے کمرے میں داخل ہو گیا اور تانیا کے پیچھے دوڑا مگر تانیا وہاں کہیں نہیں پولیس کا سارا ہوسٹل چھان مارا مگر تانیا اسے نہ مل سکے شوگن وہیں ہوسٹل کے دروازے پر کھڑا رہا کہ تانیا باہر نکلے تو وہ آتے ہی ہلاک کر ڈالے۔ مگر تانیا سیڑھیوں پر نیچے جانے کے بجائے ہوٹل کی اُوپر والی منزل پر چڑھ گئی تھی اور پانی کی ٹنکی کے پیچھے چھُپی بیٹھی تھی۔ اُس نے بھی شوگن کو دیکھ لیا تھا کہ وہ ہوسٹل کے دروازے پر کھڑا

ہے۔ اگر گارشا نے تانیا کی آنکھوں میں خاص دوا کے قطرے نہ ڈالے ہوتے تو تانیا کبھی شوگن کو نہ دیکھ سکتی تھی۔ اب وہ دُشمن سے ہوشیار تھی۔ وہ ٹنکی سے نیچے اُتری اور ہوسٹل کی سیڑھیوں پر سے ہوتی ہوئی ہوسٹل کے کھُلے دروازے سے نکل نوکروں کے کوارٹروں میں سے گزرتی سڑک پر آ گئی۔ ایک خالی ٹیکسی پکڑی اور سیدھی گارشا کی طرف روانہ ہو گئی۔ اُس وقت انسپکٹر شہباز جاگ چکا تھا اور اپنی کوٹھی کے برآمدے میں بیٹھا چائے کی پیالی سامنے رکھے اخبار پڑھ رہا تھا۔

تانیا نے جاتے ہی اُسے سُلطانہ کی موت کی دردناک خبر سُنائی اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ انسپکٹر شہباز نے اخبار دوسری طرف رکھ دیا اور بولا :

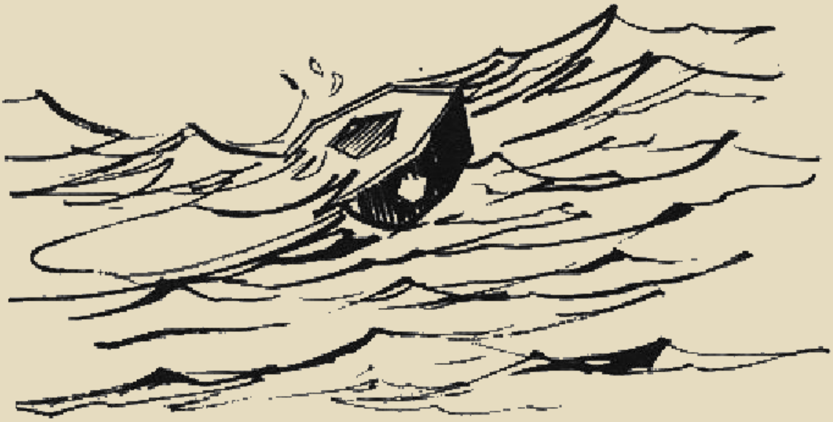
"کیا تُم سچ کہہ رہی ہو تانیا؟"

تابوت سمندر میں

تانیا نے جواب دیا :

”تُم خود جا کر اپنی آنکھوں سے ہوسٹل کے کمرے میں سُلطانہ کی جلی ہوئی لاش دیکھ سکتے ہو۔ شوگن میرے انتظار میں ہوسٹل کے گیٹ پر کھڑا ہے ۔“

انسپکٹر شہباز جلدی سے اُٹھا اور بولا :



”نیچے چلو۔ ہمیں گارشا کو اس کی خبر کرنی ہوگی۔“

وہ دونوں جلدی سے تہہ خانے کو جانے والے دروازے پر آئے۔ دروازہ کھُلا تھا۔ تانیا کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ جب کمرے نہیں گئے تو گارشا کا پلنگ خالی پڑا تھا۔ وہ وہاں پر نہیں تھی۔ تانیا بولی:

”انسپکٹر ضرور کوئی خطرناک بات ہوگئی ہے۔ شوگن ہماری گارشا کو اغوا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے۔“

”یہ کیسے ہوسکتا ہے، تمہاری طرح گارشا بھی اُسے دیکھ سکتی تھی۔“ انسپکٹر شہباز نے کہا۔

تانیا بولی۔ ”ہوسکتا ہے شوگن نے گارشا کو سوتے میں بے ہوش کردیا ہو۔ گارشا نے مُجھے بتایا تھا کہ شوگن سوتے میں اس کی گردن پر اُنگلی رکھ کر اسے

بے ہوش کر سکتا ہے۔ اسی لیے وہ رات کو اکثر جاگتی رہتی تھی مگر لگتا ہے بد قسمتی گارشا کے سر پر منڈلا رہی تھی اور وہ سو گئی۔"

انسپکٹر شہباز نے اسی وقت لیڈیز پولیس ہوسٹل میں فون کر کے لیڈی سپر نٹنڈنٹ سے کہا کہ کمرا نمبر پندرہ میں جا کر دیکھو کیا سُلطانہ موجود ہے؟ تھوڑی دیر بعد لیڈی سپر نٹنڈنٹ نے فون پر بتایا کہ کمرہ نمبر پندرہ میں سُلطانہ تو نہیں ہے مگر وہاں ایک جلی ہوئی لاش پڑی ہے۔ سر ہمیں کُچھ معلوم نہیں کہ یہ قتل کیسے ہو گیا؟

انسپکٹر شہباز بولا:

"میں خود آ رہا ہوں۔ اس کمرے میں کسی کو مت جانے دینا۔"

انسپکٹر شہباز نے فون بند کر کے تانیا کی طرف دیکھا اور کہا:

”تانیا، یہ تو بہت بُرا ہوا۔ گارشا کو شوگن نے اغوا کر لیا۔ ظاہر ہے گارشا کو بھی اُس نے زندہ نہیں چھوڑا ہو گا۔ اُس نے سُلطانہ کو بھی ہلاک کر ڈالا۔“

تانیا نے کہا۔ ”اور اب وہ میری تلاش میں ہے۔ وہ مُجھے بھی راستے سے ہٹانا چاہتا ہے کیوں کہ ایک میں ہی وہ لڑکی باقی رہ گئی ہوں جو ان کے خلائی رازوں سے واقف ہے۔ مُجھے قتل کرنے کے بعد وہ ہمارے ملک میں تباہی پھیلانے کے لیے آزاد ہوں گے۔“

انسپکٹر شہباز نے زمین پر زور سے پاؤں مار کر کہا :

”اللہ کی قسم، میں اس خلائی مخلوق کو تباہ کر دوں گا مگر اپنے ملک پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔“

تانیا تے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا :

"انسپکٹر! اس مخلوق کی طاقت کا تمہیں اندازہ نہیں ہے۔ ایک گارشا ان کو مُنہ توڑ جواب دے سکتی تھی۔ اب وہ نہیں ہے۔ لیکن ہم مُقابلہ کریں گے۔ ہم اس مخلوق کے ہر ناپاک منصوبے کو ناک میں ملا دیں گے۔ ہمیں اپنے اللہ پر بھروسا ہے۔ ہم اپنی جان لڑا دیں گے اور ان لوگوں کو ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیں گے۔"

انسپکٹر شہباز نے کہا۔ "اِس وقت شوگن ہوسٹل کے گیٹ پر موجود ہے۔ تمہیں میرے ساتھ نہیں جانا چاہیے، کیوں کہ صرف تُم ہی ایک ایسی لڑکی رہ گئی ہو جو خلائی دُشمن شوگن کو غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتی ہے۔ مگر تُم اِس تہہ خانے میں نہیں رہو گی کیوں کہ شوگن نے یہ تہہ خانہ بھی دیکھ لیا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"

انسپکٹر شہباز نے تانیا کو اپنے ساتھ جیپ میں بِٹھایا اور راور شہر کی سڑکوں پر

سے گزرتا ہوا اُسے سمندر کے کنارے لائٹ ہاؤس پر لے آیا۔ یہ لائٹ ہاؤس چٹّانوں کے اُوپر بنا ہوا تھا۔ اس کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی تھا۔ انسپکٹر شہباز نے خود جا کر لائٹ ہاؤس کے چیف سے بات کی اور اس سے کہا کہ قومی سلامتی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ حکومت اپنی ایک پولیس افسر خاتون کو کُچھ دنوں کے لیے تہہ خانے میں چھُپانا چاہتی ہے۔ انسپکٹر شہباز نے انسپکٹر جنرل آف پولیس سے بھی چیف کو ٹیلیفون کروا دیا۔ آئی جی پولیس کے فون کرنے پر لائٹ ہاؤس کے چیف نے اجازت دے دی۔

انسپکٹر نے چیف سے کہا۔ "لیکن یہ بات آپ کسی کو بتائیں گے نہیں، یہ ایک نیشنل سیکرٹ ہے۔"

لائٹ ہاؤس کے چیف نے کہا۔ "انسپکٹر! ہم جانتے ہیں کہ ایسے موقعوں پر کس طرح خاموشی اختیار کی جاتی ہے اور قومی راز کی کسی طرح حفاظت کی

جاتی ہے۔ تُم فکر نہ کرو، یہ بات کسی کو معلوم نہیں ہو گی۔

انسپکٹر واپس جیپ کی طرف گیا اور تانیا کو ساتھ لے آیا۔ اس نے چیف سے تانیا کا تعارف کروایا۔ لائٹ ہاؤس کے تہہ خانے میں سہولت کی ہر شے موجود تھی۔ چیف نے تانیا سے کہا:

"بیٹی! تمہیں یہاں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو گی۔ تمہیں کھانا میں خود پہنچاؤں گا۔ ویسے کمرے میں ریفریجریٹر بھی ہے اور مائیکروچولہا بھی ہے جس پر تُم کھانا وغیرہ گرم کر سکتی ہو۔"

تانیا کو لائٹ ہاؤس کے تہہ خانے میں چھوڑ کر انسپکٹر شہباز سیدھا ہوسٹل کی طرف بھاگا۔ جب اُس کی جیپ ہوسٹل کے گیٹ میں سے گُزری تو اُسے یاد آگیا کہ شوگن گیٹ کے پاس کھڑا ہو گا۔ مگر شوگن اِس وقت وہاں نہیں تھا۔ جب شوگن کو احساس ہو گیا کہ تانیا وہاں سے فرار ہو چکی ہے تو وہ وہاں سے

ہٹ گیا اور شہر میں اِدھر اُدھر پرواز کرتے ہوئے تانیا کو تلاش کرنے لگا۔

انسپکٹر سیدھا کمرا نمبر پندرہ میں گیا۔ پولیس پہلے سے وہاں موجود تھی۔ انسپکٹر نے دیکھا کہ سُلطانہ کے کمرے کے فرش پر اُس کی جلی ہوئی لاش کا ڈھانچا پڑا تھا۔ ڈھانچے کی بھی یہ حالت تھی کہ ہڈّیاں تک تقریباً پِگھل چُکی تھیں۔ انسپکٹر نے حوالدار سے کہا۔ "قتل کا کیس درج کر دو۔ اِس کی تفتیش میں خود کروں گا۔"

سُلطانہ کی لاش کو سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ سُلطانہ کا کوئی بہن بھائی نہ تھا۔ وہ اکیلی ہی رہا کرتی تھی۔ انسپکٹر شہباز وہاں سے آئی جی پولیس کے دفتر کی طرف چلا گیا۔ انسپکٹر جنرل پولیس کو سارے حالات سے باخبر کیا۔ آئی جی پولیس نے شہر کے نقشے کی طرف دیکھا جو دیوار پر لگا تھا۔ پھر انسپکٹر شہباز کی طرف گردن گھما کر کہا۔

”انسپکٹر! ہم اِس خلائی مخلوق کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے شہریوں کی جان سے کھیلے۔“

انسپکٹر شہباز نے جواب دیا:

”سر! اِس وقت ہماری اِطّلاع کے مطابق ہمارے شہر میں صرف ایک خلائی مخلوق ایسی ہے جس نے گارشا کو اغوا کر کے سُلطانہ کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور اب تانیا کے پیچھے لگی ہے۔ اِس کے بعد اس مخلوق کا پروگرام ہمارے شہر پر قیامت مچانے کا ہے۔ اِس لیے ہمیں اُسے اِس سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہیے۔“

آئی جی نے کہا۔ ”ہمیں گارشا کی تلاش کا کام بھی جاری رکھنا ہوگا۔ وہ خلائی لڑکی ہے اور خلائی مخلوق کی ساری کمزوریوں کو جانتی ہے۔“

انسپکٹر شہباز نے کہا۔ "سر! میں نے ذاتی طور پر گارشا کی تفتیش کا کام اپنے ذمّے لے لیا ہے۔ تانیا کو لائٹ ہاؤس کے تہہ خانے میں محفوظ کر لیا ہے۔"

آئی جی پولیس نے کہا۔ "مگر انسپکٹر تمہاری رپورٹ کے مطابق تانیا ہی ایک ایسی عورت ہے جو خلائی دُشمن شوگن کو غیبی حالت میں بھی دیکھ سکتی ہے۔ اس وجہ سے تو تمہیں اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔"

"سر!" انسپکٹر نے کہا۔ "شوگن اُسے میرے ساتھ دیکھ کر حملہ کر سکتا ہے۔ میں صرف رات کے وقت تانیا کو ساتھ لے کر شوگن کے اصل ٹھکانے کو تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔"

آئی جی پولیس نے فیصلہ کُن انداز میں کہا۔ "ٹھیک ہے انسپکٹر! مُجھے شہر کی سلامتی چاہیے۔ ہمیں بہت بڑے چیلنج کا سامنا ضرور مگر مُجھے تمہاری

لیاقت کو دیکھتے ہوئے یقین ہے کہ تُم اس خلائی مخلوق کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دو گے ، انشاء اللہ!"

انسپکٹر شہباز نے آئی جی پولیس کو سلیوٹ کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ یہاں سے سیدھا لائٹ ہاؤس کی طرف چلا تاکہ تانیا کو جا کر بتائے کہ وہ رات کے وقت اسے ساتھ لے کر شوگن کی تلاش میں نکلے گا تاکہ اس کے اصل ٹھکانے کا سُراغ لگا کر اُسے بم سے اُڑا دیا جائے۔

انسپکٹر شہباز کو ہم تھوڑی دیر کے لیے یہیں چھوڑتے ہیں اور گارشا کی طرف چلتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ جب شوگن نے اُسے لوہے کے پائپ میں بند کر کے کھُلے سمندر میں لے جا پھینکا تو اس پر کیا بیتی۔

گارشا لوہے کے مضبُوط پائپ میں بند تھی۔ وہ بے ہوش تھی۔ شوگن نے جب اُسے کھُلے سمندر میں پھینکا تو پائپ پہلے تو سمندر کی تہہ میں اُترتا چلا گیا

مگر چوں کہ اُس کے اندر گارشا کے ساتھ ہوا بھی بند تھی اِس لیے آہستہ آہستہ اُوپر اُٹھنے لگا مگر وزن زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ سمندر کی سطح پر تو نہ آیا بلکہ سمندر کی تہہ اور سطح کے درمیان ہی رہ گیا اور آہستہ آہستہ ایک طرف کو بڑھنے لگا۔

کُچھ دیر بعد گارشا کو ہوش آ گیا۔ اُس نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھنے کی کوشش کی۔ وہ اسی خیال میں تھی کہ اپنے پلنگ پر سوئی ہوئی ہے لیکن بہت جلد اُسے پتا چل گیا کہ وہ لوہے کے کسی گول پائپ میں بند ہے اور باہر نکلنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ گارشا فوراً سمجھ گئی کہ یہ کارروائی شوگن کی ہے۔ سوتے میں وہ آیا، اُسے بے ہوش کیا اور لوہے کے پائپ میں بند کر کے پانی میں پھینک گیا ہے۔ پانی کا اندازہ گارشا نے اِس سے لگایا کہ پائپ دائیں بائیں اور اُوپر نیچے ہو رہا تھا۔ گارشا کے پاس ایک اور طاقت

بھی تھی جس کو استعمال کرنے کی کبھی نوبت نہیں آئی تھی۔

گارشا نے اپنی سانس روک لی۔ پائپ میں سے آکسیجن ساری کی ساری نکل چکی تھی۔ صرف نائٹروجن کی تھوڑی سی مقدار باقی رہ گئی تھی۔ گارشا کو اِس نائٹروجن گیس سے کام لینا تھا۔ اُس نے سانس روکے رکھا۔ وہ پانچ منٹ تک نائٹروجن کے بغیر زندہ رہ سکتی تھی۔ جب پانچ منٹ گزر گئے تو گارشا کے جسم کی رگیں پھُولنے لگیں جیسے ابھی پھٹ جائیں گی گارشا نے مُنہ ناک بند رکھا۔ اب اس کا دِل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اُس کے پھیپھڑوں کی نائٹروجن گیس میں ایک طوفان برپا ہوگیا۔ تین منٹ بعد گارشا کے جسم سے بجلی کی سی شُعاعیں نکل کر لوہے کے پائپ کی دیواروں ٹکرانے لگیں۔ اِن شعاعوں کی طاقت بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ لوہے کے پائپ کے اندر بجلی کا کڑاکا گُونجا اور پائپ ایک دھماکے کے ساتھ

پھٹ گیا اور گارشا پائپ سے آزاد ہو کر سمندر میں ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے نیچے گہرے سبز پانی میں چٹّانوں کی نوکیں نکلی ہوئی ہیں اور اُوپر سے سورج کی بڑی کمزور سی روشنی آرہی ہے۔ قسم قسم کی مچھلیاں اُس کے قریب سے ہو کر گُزر رہی تھیں۔ گارشا کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ اُسے پائپ میں بند کر کے سمندر میں پھینکا گیا تھا۔ وہ اُوپر کو اُٹھنے لگی۔ پھر جب سمندر کی سطح پر سے اُس نے سر باہر نکالا تو دیکھا کہ چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔ آسمان پر سورج چمک رہا ہے۔ گارشا کو سمندر کی بڑی بڑی لہریں ایک طرف لیے جا رہی تھیں۔ وہ بے بس ہو کر لہروں پر بہی جا رہی تھی۔ پھر سورج شام کے وقت غروب ہو گیا اور رات ہو گئی۔ آسمان تاروں سے بھر گیا۔ گارشا نے اپنے آپ کو سمندری لہروں کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ جدِھر چاہیں آئے لیے جا رہی تھیں۔ گارشا



نے آنکھیں بند کر لیں۔ نہ جانے وہ کتنی دیر اسی طرح آنکھیں بند کیے سمندری لہروں پر بہتی رہی پھر اُسے بادلوں کی گرج سُنائی دی۔ اُس نے آنکھیں کھول دیں۔

آسمان کے تارے گھنے تاریک بادلوں میں چھُپ گئے تھے۔ اچانک بجلی کوندی۔ ایک کڑاکا گُونجا اور بہت بڑی سمندری لہر نے گارشا کو اُٹھا کر کئی میل آگے دھکیل دیا۔ گارشا پانی کے اندر چلی گئی تھی۔ جب وہ ہاتھ پاؤں چلاتی سمندر کی سطح پر آئی تو اُس نے دیکھا کہ سمندر میں جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی کتنی ہی چٹّانیں اُبھری ہوئی ہیں اور وہ اُن کے درمیان گھِر چکی ہے۔ وہ تیرتی ہوئی ایک چٹّان پر چڑھ گئی۔ یہاں گھُپ اندھیرا تھا۔ بارش شروع ہو گئی تھی۔ بجلی چمک رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ گارشا ایک چٹّان سے دوسری چٹّان پر آگئی۔ اس چٹّان کا پتھرّ کافی چوڑا تھا۔ گارشا نے چٹّانی

دیواروں کو غور سے دیکھا۔ اُسے سوائے سیاہ اُبھرے ہوئے نوکیلے پتھرّوں کے اور کُچھ دِکھائی نہ دیا۔ وہ اِن پتھرّوں کو پکڑتی ہوئی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھی تو وہاں ایک تنگ سا راستہ چٹّان کے اندر جا رہا تھا۔ گارشا ایک پل کے لیے رُک گئی۔ اُسے تنگ شگاف کے اندر سے ایک ایسی بُو آتی محسوس ہوئی جو اُس کے لیے نئی نہیں تھی۔ وہ اس بُو سے بڑی مانوس تھی۔ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اُٹھاتی شگاف کے اندر چلنے لگی۔ شگاف کے اندر ایک تنگ و تاریک سُرنگ تھی جو آہستہ آہستہ نیچے جا رہی تھی۔ پھر راستہ سیدھا ہو گیا۔ اس تاریکی میں بھی گارشا کو چٹّانی سُرنگ کی پتھرّیلی دیواریں نظر آ رہی تھیں۔ پھر چھت اُونچی ہو گئی اور ایک جگہ اُوپر سے پانی کے ٹپکنے کی آواز آنے لگی۔ چھت کے پتھرّوں میں سے پانی کی بوندیں نیچے چھوٹے تالاب میں گِر رہی تھیں۔ گارشا تالاب کے کنارے

سے گُزر گئی۔ اب اسے وہ خاص قسم کی بُو زیادہ تیز آنے لگی تھی۔ وہ بڑی حیران تھی کہ یہ تو یہاں کہاں سے آ گئی ہے۔ وہ رُک گئی۔ آگے سُرنگ بند ہو گئی تھی۔ سامنے پتھّر کی دیوار تھی۔ گارشا نے دیوار کے ساتھ جھُک کر دیکھا۔ یہ خاص قسم کی بُو اُس دیوار کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔

گارشا نے دیوار میں پتھّروں کو ٹٹولا۔ ایک جگہ پتھّر اپنی جگہ سے ہلا ہوا تھا۔ گارشا نے تھوڑا سا زور لگایا اور پتھّر کی سِل باہر نکل آئی۔ پھر دوسری اور تیسری سِل بھی باہر نکل آئی۔ خاص قسم کی تیز بُو اندر سے آ رہی تھی۔ گارشا نے سر اندر ڈال کر دیکھا۔ اندر ایک دالان تھا۔ پتھّر کے تین ستون کھڑے تھے۔ اُن کے درمیان چبوترا بنا ہوا تھا۔ چبوترے پر ایک تابوت رکھا تھا۔ گارشا اندر داخل ہو گئی۔

یہ خاص قسم کی بُو تابوت کے اندر سے آ رہی تھی۔ گارشا نے تابوت کو

ہاتھ لگایا۔ وہ خاص قسم کی دھات کا بنا ہوا تھا۔ یہ دھات صرف خلائی سیّاروں میں ہی پائی جاتی تھی۔ تابوت پر ایک تحریر لکھی تھی۔ گارشا نے اُسے پڑھنے کی کوشش کی مگر وہ کسی ایسی خلائی زبان کی تحریر تھی جسے گارشا بھی نہ پڑھ سکی۔ اس نے تابوت کو کھولنے کی کوشش شروع کی۔ تابوت کا ڈھکنا لگتا تھا کہ ایک مُدّت سے بند پڑا ہے۔ لیکن گارشا کی خلائی طاقت نے اس کا ساتھ دیا اور وہ ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ کھُل گیا۔ اندر سے اُسی خلائی بُو کا ایک بھپکا نکل کر گارشا کے چہرے کو چھوتا ہوا گُزر گیا۔

گارشا پیچھے ہٹ گئی۔ پھر اُس نے تابوت میں جھُک کر دیکھا۔ تابوت کے اندر جگہ جگہ تکونے پھول لگے تھے یہ پھول ایسے تھے کہ ان کے درمیان گھنٹے کی چھوٹی چھوٹی سوئیاں بھی تھیں جو حرکت نہیں کر رہی تھیں۔ گارشا

نے اُنھیں غور سے دیکھا۔ وہ خود خلائی سائنس داں تھی۔ وہ ان پھولوں اور اُن کی سوئیوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ ان کے نیچے کسی اجنبی سیّارے کی خلائی زبان میں کُچھ لکھا بھی ہوا تھا جو گارشا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

گارشا تابوت میں اُتر گئی، اس خیال سے کہ وہ تابوت کے اندر آرام سے بیٹھ کر اِن خلائی آلات کا مطالعہ کرے اور اُنھیں سمجھنے کی کوشش کرے۔ اتنا وہ سمجھ گئی تھی کہ شاید ہزاروں یا سیکڑوں برس پہلے وہاں کوئی خلائی مخلوق اُتری ہوگی۔ اِس مخلوق نے اِن چٹّانوں میں اپنی لیبارٹری بنائی ہوگی۔ پھر کسی وجہ یہ خلائی مخلوق وہاں صرف ایک تابوت چھوڑ کر واپس اپنے سیّارے پر چلی گئی اور دوبارہ نہ آئی۔ گارشا اِس معمّے کو حل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ تابوت کافی بڑا تھا۔ گارشا صرف اتنا ہی سمجھ سکی کہ

پھولوں اور سوئیوں کا تعلّق وقت سے ہے۔ یہ جس سیّارے کی مخلوق کا تابوت تھا اسی سیّارے کے وقت کا حساب وہاں رکھا گیا تھا۔ کارشا نے ایک پھول کو اپنی جگہ سے ہلانے کی کوشش کی تو وہ اُکھڑ کر نیچے گر پڑا اور اس کے ساتھ ہی دوسرے پھولوں کے اُوپر جو گھڑی کی سوئیاں لگی ہوئی تھیں وہ چلنے لگیں۔

گارشا نے سر نیچے کر کے پھول والی خالی جگہ کے سوراخ میں آنکھ لگا دی کہ دیکھے شاید اس کے پیچھے کُچھ ہو اس کے ساتھ ہی بجلی کا کڑاکا ہوا اور تابوت کا ڈھکنا تابوت کے اُوپر گر پڑا۔ تابوت بند ہو گیا۔ گارشا نے جلدی سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر تابوت کو کھولنا چاہا مگر تابوت کا ڈھکنا تو جیسے چٹّان کی طرح سخت ہو گیا تھا۔ تابوت ہلنے لگا۔ پھر ایک کڑاکے کی آواز کے ساتھ جیسے وہ چبوترے سے اُکھڑ گیا۔

گارشا کو تابوت کے اندر دھچکے لگ رہے تھے۔ وہ جلدی سے بالکل سیدھی ہو کر لیٹ گئی۔ اُس کی آنکھیں اندھیرے میں پھول پر گھومتی ہوئی سوئیوں پر جمی تھیں۔ سوئیاں تیزی سے پیچھے کی طرف حرکت کر رہی تھیں۔ تابوت برابر ڈول رہا تھا۔ گارشا کو یوں محسوس ہوا جیسے تابوت فضا میں بُلند ہو کر سُرنگ سے باہر نِکل رہا ہے۔ وہ کئی بار سُرنگ کی دیواروں سے بھی ٹکرایا۔ پھر تابوت کا ڈولنا اور ہچکولے کھانا بند ہو گیا۔ گارشا سمجھ گئی کہ تابوت چٹّانی غار سے کھُلی فضا میں آگیا ہے۔ اُسے باہر بادلوں کی گرج اور تابوت پر گِرتی بارش کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔

پھر تابوت سمندر میں گِر گیا۔ بارش کی آواز آنی بند ہو گئی۔ گارشا نے اندازہ لگا لیا کہ تابوت سمندر کے اندر جا رہا ہے۔ کُچھ دیر تک تابوت پانی کے اندر اُترتا چلا گیا۔ پھر رُکا اور اُس نے ایک طرف تیرنا شروع کر دیا۔ گارشا

عجیب مُصیبت میں پھنس گئی تھی۔ ایک بار پھر اس نے اپنی خاص خلائی طاقت سے کام لے کر تابوت سے نکلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس نے اپنا سانس کُچھ مِنٹ تک روکے رکھا۔ پھر اپنے پھیپھڑوں کا پورا زور لگایا مگر اُس کے جسم سے کوئی بجلی کی لہر نکل کر تابوت کی دیواروں سے نہ ٹکرائی۔ گارشا پر یہ حقیقت بھی کھُل گئی کہ چوں کہ یہ تابوت کسی دوسرے خلائی سیّارے کی دھات سے بنایا گیا ہے اس لیے اس پر گارشا کی خلائی طاقت کا اثر نہیں ہو گا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنے آپ کو تابوت کے حوالے کر دیا کہ جہاں چاہے لے جائے۔ وہ کُچھ نہیں کر سکتی تھی۔

کتنی ہی دیر تک تابوت سمندر میں ایک طرف تیرتا رہا۔ پھر اس نے دائرے میں گھومنا شروع کر دیا۔ گارشا نے آنکھیں بند کر لیں۔ تابوت

یُوں گھوم رہا تھا جیسے کسی سمندری بھنور میں پھنس گیا ہو۔ اس کے بعد وہ اُٹھنے لگا۔ ایک خاص جگہ پر پہنچ کر تابوت ٹھہر گیا اور جیسے کسی پتھرّ سے ٹکرا کر رُک گیا۔ گارشا نے باہر کان لگا دیے۔ اُسے پرندوں کی آواز آرہی تھی۔ اسے یقین ہو گیا کہ تابوت سمندر کے کنارے کسی جگہ رُکا ہوا ہے۔ گارشا نے ایک بار پھر تابوت کا ڈھکنا اٹھانے کے لیے زور لگایا مگر ناکام رہی۔

وہ مایوس ہو کر تابوت میں سیدھی لیٹی رہی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں کہ ایک دم سے اُسے گڑگڑاہٹ کی آواز سُنائی دی۔ اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ کھُل رہا تھا۔ اور اندر گلابی گلابی روشنی آنے لگی تھی جیسے کہ سورج غروب ہو رہا ہو۔ تابوت پورا کھُل چکا تو گارشا اُس میں سے باہر نکل آئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ وہ سمندر کے بجائے ایک دریا کے کنارے پر ہے۔ آس پاس خُشک ٹیلے پھیلے ہوئے ہیں۔ اِن

ٹیلوں پر خُشک جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ روشنی پھیل رہی تھی۔ قریب ہی ایک درخت تھا جس پر کوئی پرندہ بول رہا تھا۔ گارشا نے پلٹ کر دیکھا۔ تابوت دریا کے پانی میں ڈوب رہا تھا۔ وہ اُسے روکنے کے لیے آگے بڑھی مگر تابوت دریا میں ڈوب چکا تھا۔ گارشا کو کُچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کس جگہ پر ہے۔ وہ ایک طرف چل پڑی۔ ٹیلوں کے درمیان سے گُزر کر ایک کھُلی جگہ پر آئی تو سامنے سے چھے سات گھڑ سوار آتے نظر آئے۔ گارشا وہیں رُک گئی۔

دیوار میں چُن دو

گارشا جلدی سے ٹیلے کی اوٹ میں ہو گئی۔

مگر گھڑ سواروں نے اُسے دیکھ لیا تھا۔ وہ گھوڑے دوڑاتے آئے اور اُنھوں نے گارشا کو گھیر لیا۔ اُنھوں نے عجیب قسم کا لباس پہن رکھا تھا۔ رنگ گہرے سانولے تھے اور آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ سروں پر نیلی بڑی بڑی پگڑیاں تھیں۔ ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ گارشا

نے ایک پل کے لیے سوچا کہ یہ لوگ بندوقوں کے بجائے تلواریں کیوں لیے ہوئے ہیں؟ ایک گھڑ سوار نے تلوار اُٹھا کر کہا :

"اِسے اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو۔"

گارشا چونکی، کیوں کہ یہ زبان وہ تھی جو برِّ صغیر کے اِس علاقے میں کم از کم ڈھائی ہزار سال پہلے بولی جاتی تھی۔ گارشا کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور وقت کے سِلسلے میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ اِن لوگوں کی اُسے کوئی پروا نہیں تھی۔ وہ لوگ گارشا کا کُچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ اُنہیں معلوم ہی نہیں تھا کہ گارشا میں کتنی طاقت ہے۔ گارشا نے سوچا کہ اِن لوگوں کے ساتھ کم از کم وہاں سے نکل جانا چاہیے تاکہ پتا چل سکے کہ وہ کس مُلک میں ہے اور کسی زمانے میں ہے۔ یہ ڈاکوؤں کا ایک گروہ تھا جس کا کام عورتوں کو پکڑ کر کنیز بنا کر امیروں کے ہاں فروخت کر دینا تھا۔ دو ڈاکوؤں نے گارشا کو بازوؤں سے

پکڑکرایک خالی گھوڑے پر بٹھایا اور گھوڑے دوڑانے آگے نکل گئے۔

گھڑسوار ڈاکو ایک کچّی سڑک پر گھوڑے دوڑاتے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں کہیں بجلی یا ٹیلی فون کے تار بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔ اگرچہ گارشا کے پاس خلائی گن نہیں تھی۔ پھر بھی اس کے پاس اتنی خلائی طاقت تھی کہ وہ اِن ڈاکوؤں کا اچھّی طرح مُقابلہ کر سکتی تھی۔

راستے میں خُشک درختوں اور سوکھی جھاڑیوں کا ایک جنگل سا آ گیا۔ یہاں اِن ڈاکوؤں کا خُفیہ ٹھکانا تھا۔ یہاں اُن سب نے رات گزاری۔ گارشا کو ایک درخت کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ دوسرے دِن مُنہ اندھیرے اُسے لے کر پھر سفر پر چل پڑے۔ شام کو دُور گارشا کو ایک شہر کی دیوار نظر آئی۔ اُن ڈاکوؤں کی گفتگو سے گارشا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ماضی کے زمانے میں چلی آئی ہے۔ مگر اُسے یہ ابھی تک عِلم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ تاریخ کے

کون سے زمانے میں آ گئی ہے۔ دیوار پر جگہ جگہ مشعلیں جل رہی تھیں۔
ڈاکوؤں نے گارشا کو ایک باغ میں چھُپا دیا۔ ایک ڈاکو کو شہر کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ وہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو لے کر آیا جو پالکی میں سوار تھا۔ پالکی چار غلاموں نے اُٹھا رکھی تھی۔ اس نے لال پگڑی باندھ رکھی تھی۔ گلے میں ہیرے جواہرات کی مالا تھی۔ وہ ایک ہندو جاگیر دار تھا۔ ڈاکوؤں نے گارشا کو اُس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ وہ گارشا کو لے کر شہر کے اندر اپنی حویلی میں چلا آیا اور اسے حُکم دیا کہ آج سے تُم ہماری کنیز ہو۔ دوسری کنیزوں کے ساتھ مل کر حویلی کا سارا کام کیا کرو گی۔ گارشا نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں کام کرنے لگی۔ بہت جلد اُسے پتا چل گیا کہ وہ راجا پورس کے شہر میں ہے جس کو سکندرِ اعظم نے فتح کرنے کے بعد پورس کے حوالے کر دیا ہے۔ صرف اُس پر نگرانی کے لیے اپنے سالار سیلوکس کو مقرّر کر دیا

ہے۔

گارشا پر ابھی تک یہ بھید نہیں کھُلا تھا کہ عمران اور شیبا بھی اِسی شہر میں ہیں اور اُنھیں سکندرِ اعظم کے حُکم سے قلعے کے نیچے ایک تہہ خانے میں قید کر دیا گیا ہے۔ قید خانے میں آئے ہوئے عمران اور شیبا کو یہ چوتھا دِن تھا۔ اُنھوں نے کُچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ سکندرِ اعظم کا حُکم تھا کہ اُنہیں کھانے پینے کو کُچھ نہ دیا جائے۔ جب بھوک پیاس ستائے گی تو خود بخود اِس طِلسم کا راز بتا دیں گے جس کی مدد سے اُن پر تیر اور تلوار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ سکندرِ اعظم یہی سمجھ رہا تھا کہ عمران اور شیبا کے پاس ضرور کوئی طِلسم ہے ورنہ دُنیا میں ایسا کہاں ہوتا ہے کہ ایک آدمی کے سینے پر تیروں کی بارش ہو اور اُس پر کوئی اثر نہ ہو، وہ زندہ رہے۔ چوتھے روز قید خانے کے داروغہ نے سکندرِ اعظم کو بتایا کہ عمران اور شیبا پر بھوک پیاس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ

بالکل پہلے دِن کی طرح ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اِن دونوں نے خلائی گولیاں کھا لی ہیں جس کی وجہ سے اُنہیں مزید دو مہینے تک بھوک پیاس نہیں لگ سکتی تھی۔ سکندرِ اعظم نے کُچھ حیران ہو کر اپنے جرنیل سیلوکس کی طرف دیکھا۔ سیلوکس پہلے ہی عمران اور شیبا سے متاثر تھا۔ وہ کہنے لگا:

"نکاٹور! اِن کو رہا کر دو۔ اِن کے اندر کوئی روحانی طاقت ہے، طِلسم وغیرہ نہیں۔" مگر سکندرِ اعظم بے حد ضدّی تھا۔ کبھی کبھی اُس پر ایسی ضِد سوار ہوتی تھی کہ وہ سب کُچھ بھول جاتا تھا۔ اُس کو غصّہ آگیا۔ وہ غضب ناک ہو کر بولا:

"اِن دونوں کو دیوار میں زندہ چُن دیا جائے۔"

سیلوکس نے سکندر کو اِس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی تو سکندر

نے اُسے بھی ڈانٹ کر چُپ کرا دیا۔ سیلوکس جانتا تھا کہ ایسے موقعوں پر سکندر کبھی اپنا فیصلہ نہیں بدلا کرتا۔

اُسی وقت شاہی محل کے سامنے میدان میں ایک چھوٹی سی چار دیواری کھڑی کر دی گئی۔ پھر عمران اور شیبا کو لا کر اُس کے اندر ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد چھت پر پتھر رکھ کر اُسے گارے سے بند کر دیا گیا۔ اب عمران اور شیبا دیوار میں زندہ چُن دیے گئے۔ سکندرِ اعظم نے حُکم دیا کہ اِس چار دیواری کے باہر یہ کتبہ لکھ کر لگا دیا جائے کہ اِس دیوار کے اندر وہ لڑکی اور لڑکا زندہ دفن ہیں جنھوں نے سکندر کا حُکم نہیں مانا تھا۔

چناں چہ اُسی وقت ایک پتھر پر یہ کتبہ لکھ کر دیوار پر لگا دیا گیا۔ دوسرے روز سکندرِ اعظم اپنی فوج کے ساتھ مُلک بابل کی طرف روانہ ہو گیا، کیوں کہ اُس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ پیچھے سیلوکس رہ گیا۔ مگر وہ چار

دیواری کو گِرا نہیں سکتا تھا، کیوں کہ یہ سکندر کے حُکم سے بنائی گئی تھی اور سکندر کے حُکم کے خلاف کام کرنے کی کسی میں جرأت نہیں تھی۔

تین دِن گزر گئے۔ عمران اور شیبا بند چار دیواری کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ چوں کہ وہ مَر نہیں سکتے تھے اِس لیے زندہ تھے۔ سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ سکندر کے حُکم سے ایک لڑکی اور لڑکے کو دیوار میں زندہ چُنوا دیا گیا ہے۔ یہ خبر جاگیردار کی حویلی میں گارشا نے بھی سُنی۔ اُسے یہ تو معلوم ہی تھا کہ عمران اور شیبا پرانے زمانے میں جا چکے ہیں۔ اُس نے سوچا کہ کہیں یہ وہی دونوں تو نہیں ہیں۔ ایک دِن وہ بازار سے سودا سلف لانے کے بہانے اُس جگہ پر آ گئی جہاں چار دیواری کھڑی تھی۔ گارشا نے دیوار پر لگا کتبہ پڑھا۔ اس سے کُچھ پتا نہ چلتا تھا کہ اندر جو لڑکی لڑکا بند ہیں اُن کے نام کیا ہیں۔ گارشا نے ایک دکان دار سے اس بارے میں پوچھا تو اس

نے کہا:

"بی بی! کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں لڑکی لڑکا جادُوگر تھے۔ اُن پر تیر تلوار کا اثر نہ ہوتا تھا۔ سکندر نے کہا کہ مُجھے یہ جادُو بتا دو۔ لڑکی لڑکے نے انکار کر دیا۔ سکندر نے اُنھیں دیوار میں چُنوا دیا۔"

گارشا کا ماتھا ٹھنکا کہ ہو نہ ہو یہ عمران شیبا کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ وہی مر نہیں سکتے کیوں کہ وہ اگلے زمانے سے ماضی میں آئے ہیں اور جو آگے کے زمانے سے ماضی میں آئے وہ مرے گا نہیں۔

اُس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو وہاں آئے گی۔ چناں چہ جب رات کے وقت حویلی میں سب لوگ سو گئے تو گارشا سیاہ لبادہ اوڑھ کر حویلی سے نکلی اور سیدھی چوک میں آ گئی۔ دیوار کے پاس ایک یونانی سپاہی پہرے پر موجود تھا مگر وہ سو رہا تھا۔ گارشا نے دیوار کے ساتھ مُنہ لگا کر آہستہ سے

آواز دی :

"عمران شیبا، کیا اندر تُم ہو؟ میں گارشا ہوں۔"

چار دیواری کے اندر عمران اور شیبا نے گارشا کی آواز فوراً پہچان لی اور بہت خوش ہوئے۔ عمران نے اندر سے آواز دی :

"گارشا! ہاں، یہ ہم ہیں۔ مگر سخت گھبرائے ہوئے ہیں۔ اللہ کے لیے ہمیں اس زندہ قبر سے باہر نکالو۔" گارشا نے آہستہ سے مُنہ دیوار سے لگا کر کہا :

"گھبراؤ نہیں، میں تمہیں نکالنے کی کوشش کرتی ہوں۔"

شیبا کی آواز آئی۔ "گارشا! تُم ماضی کے زمانے میں کیسے آ گئیں؟"

گارشا نے کہا۔ "خاموش رہو، بعد میں بتاؤں گی۔"



پھر اُس نے ایک جگہ اینٹ پر اپنا ہاتھ رکھا اور زور سے دبایا۔ کڑاک کی آواز کے ساتھ اینٹ ٹوٹ گئی۔ اِس آواز پر یونانی پہرے دار جاگ گیا۔ اُس نے ایک عورت کو دیوار اُکھاڑنے کی کوشش کرتے دیکھا تو اس کی طرف لپکا۔ گارشا نے کہا۔ "خبردار جو مُجھے ہاتھ لگایا۔"

مگر یونانی سپاہی پر بھلا اِس کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔ اُس نے گارشا کو پکڑ لیا اور پھر شاہی محل میں سیلوکس کے سامنے لے جا کر پیش کر دیا۔ سیلوکس اُس وقت اپنے ایک مشیر کے ساتھ بیٹھا سرکاری معاملات پر بات کر رہا تھا۔ یونانی سپاہی نے سلام کیا اور گارشا کو زمین پر پھینک کر بولا:

"حضور! یہ عورت چاردیواری کو توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

سیلوکس نے گارشا کو گھور کر دیکھا اور پوچھا:

"اے عورت! تُو کون ہے اور دیوار کو کس لیے توڑ رہی تھی؟"

گارشا اُٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی:

"پہلے تو مُجھے یہ بتاؤ کیا تُم نے اپنے سپاہیوں کو یہ اخلاق نہیں سکھایا کہ عورتوں سے کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے؟"

سیلوکس نے سپاہی کو اشارے سے باہر جانے کو کہا۔ سپاہی چلا گیا تو سیلوکس گارشا کے قریب آ گیا۔ "کون ہو تُم؟"

گارشا نے کہا۔ "میں عمران اور شیبا کی بہن ہوں اور اُنہیں چار دیواری سے نکالنے آئی ہوں۔"

"مگر وہ تو کہتے تھے کہ ہم مر نہیں سکتے۔ پھر تُم اُن کی فکر کیوں کرتی ہو؟" سیلوکس نے کہا۔

گارشا بولی۔ "میں اُن کی خاطر نہیں تمہاری زندگی کی خاطر انہیں باہر نکالنا چاہتی ہوں کیوں کہ اگر وہ چار دیواری میں بند رہے تو تُم زندہ نہ بچّ سکو گے۔"

یہ بات بڑی گستاخی کی تھی۔ مگر سیلوکس نے بڑی رواداری کا ثبوت دیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ عمران اور شیبا کی طاقت سے متاثر تھا۔ وہ مُسکرایا اور بولا:

"وہ دونوں تو چار دیواری میں بند ہیں۔ پھر کیا تُم مُجھے مارو گی؟"

گارشا نے بڑی سنجیدہ آواز میں کہا:

"جو خود نہیں مر سکتا وہ دوسرے کو آسانی سے مار سکتا ہے۔"

سیلوکس نے گارشا کو کُرسی پیش کی۔ گارشا بیٹھ گئی۔ سیلوکس بھی اس کے

قریب ہی بیٹھ گیا اور کہنے لگا :

"میں نے اگر دیوار گِرا دی تو یہ بات سکندر، اعظم تک پہنچ جائے گی کہ میں نے اُس کے حُکم کے خلاف عمران اور شیبا کو رہا کر دیا ہے۔ میں خود بھی اُنھیں دیوار میں سے نکالنا چاہتا ہوں۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ دیوار کے نیچے سُرنگ کھدوا کر اُنھیں باہر نکال لیا جاؤ۔"

گارشا خوش ہوئی اور کہنے لگی :

"کیا یہ بات باہر نہیں نکل جائے گی؟"

"نہیں!" سیلوکس بولا۔ "سُرنگ میرے بھروسے کے آدمی کھودیں گے اور یہ کام رات کو ہو گا کسی دوسرے کو اس کا پتا نہیں چل سکے گا۔"

چناں چہ اُسی رات سیلوکس نے گھُپ اندھیرے میں دیوار کے نیچے

سُرنگ کھُدوائی اور عمران اور شیبا کو آزاد کرالیا۔ عمران اور شیبا نے نے گارشا کو دیکھا تو بڑے خوش ہوئے۔ سیلوکس اُنہیں محل کے ایک خُفیہ کمرے میں لے گیا۔ سیلوکس نے عمران کہا۔ "عمران !میں تُم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ تمہارے اور تمہاری اِن دونوں بہنوں کے پاس وہ کون سا طِلسم ہے جس کی مدد سے تُم لوگ مر نہیں سکتے اور بغیر کھائے پیئے بھی زندہ رہ لیتے ہو۔ میں تُم سے صرف یہ بات پوچھنا چاہوں گا کہ سکندرِ اعظم آخر کب تک حکومت کرے گا، کیوں کہ تُم آنے والی باتیں بتا دیتے ہو۔"

عمران بولا۔ "یہ باتیں میں کسی غیبی عِلم کی مدد سے نہیں بتاتا بلکہ اِس لیے بتا دیتا ہوں کہ ہم لوگ اگلے زمانے سے آئے ہیں اور اِن تمام واقعات کو اپنی تاریخ کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ چوں کہ سکندرِ اعظم یہاں نہیں ہے اِس لیے میں ایک شرط پر تمہیں سکندر کی موت کے بارے میں بتائے دیتا

ہوں تُم اس کی موت تک یہ راز کسی کو نہیں بتاؤ گے۔"

سیلوکس بولا۔ "میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں یہ راز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔"

عمران نے کہا۔ "تو پھر سُنو۔ سکندرِ اعظم اِس وقت اپنی فوج کے ساتھ بلوچستان کے علاقے سے گزرتا ہوا بابُل کی طرف جارہا ہے۔ راستے میں وہ بیمار ہو جائے گا یہی بیماری اُس کی جان لے لے گی۔ بابُل پہنچنے کے پانچ دِن بعد وہ مرجائے گا۔"

سیلوکس حیرانی سے عمران کا مُنہ تکنے لگا۔

"کیا تُم سچ کہہ رہے ہو عمران ہے؟"

عمران اور شیبا مُسکرا رہے تھے، کیوں کہ اُنھوں نے تو اپنی تاریخ کی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا کہ سکندرِ اعظم ہندوستان سے واپس بابُل پہنچ کر بیمار

پڑا، پانچ روز اِس بیماری میں بمتلا رہ کر مر گیا۔ عمران بولا۔ "تُم اِسے آزما کر دیکھ سکتے ہو۔ ہم ابھی تمہارے محل میں ہی رہیں گے۔"

سیلوکس نے شاہی محل میں اُن کے لیے دو کمرے کھلوا دیے۔ گارشا، شیبا اور عمران وہاں رہنے لگے۔ سکندرِ اعظم کو راستے ہی میں بخار ہو گیا۔ بابُل پہنچنے کے بعد بخار زیادہ ہو گیا اور اِسی بخار میں پانچ دِن بعد وہ مر گیا۔ بابُل سے پندرہ دِن بعد سیلوکس کو خبر پہنچی کہ سکندرِ اعظم کا بابل میں انتقال ہو گیا ہے۔ سیلوکس ہکّا بکّا سا ہو کر رہ گیا۔ اُس نے پوچھا:

"کیا نکاٹور کو کسی نے قتل کر دیا؟"

پیغام لانے والے نے کہا:

"نہیں حضور! نکاٹور الیگزینڈر کو بخار ہو گیا تھا، وہ پانچ دِن بخار میں بُتلا رہنے

کے بعد وفات پا گئے۔"

سیلوکس بھاگا بھاگا عمران، شیبا اور گارشا کے پاس گیا اور بولا۔ "عمران! جیسا تُم نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔"

پھر اُس نے اُنھیں بتایا کہ سکندرِ اعظم کا بابُل میں بخار سے اِنتقال ہو گیا ہے۔ عمران شیبا نے کسی قسم کی حیرانی وجہ سے کا اظہار نہ کیا۔ عمران کہنے لگا:

"یہ تو ہونا ہی تھا۔ کیوں کہ تاریخ میں ایسا ہی ہوا تھا۔ اب ہمیں اجازت دو، کیوں کہ ہم آگے اپنے تاریخی سفر پر روانہ ہونا چاہتے ہیں۔"

سیلوکس نے پوچھا۔ "تُم لوگ اب کہاں جاؤ گے؟"

گارشا نے کہا:

"ہم اپنے زمانے سے نکال کر تاریخ کے زمانے میں داخل کر دیے گئے ہیں۔ زمانے کی لہر ہمیں جِدھر لے جائے گی۔ اُدھر ہی چل دیں گے۔ مگر ہاں ہم یہ کوشش ضرور کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی طریقے سے تاریخ کے پرانے زمانے سے نکل کر اپنے زمانے میں پہنچ جائیں۔"

"یعنی ڈھائی ہزار سال کے آگے کے زمانے میں؟" سیلوکس نے تعجّب سے پوچھا۔

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "ہم ڈھائی ہزار سال آگے کے زمانے کے رہنے والے ہیں اور ایک حادثے کی وجہ سے اس پرانے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

"یقین نہیں آتا۔" سیلوکس بولا۔ "بھلا کوئی آدمی آگے کے زمانے سے کیسے پرانے زمانے میں آ سکتا ہے۔ جب کہ آگے کا زمانہ ابھی آیا ہی

نہیں۔"

شیبا نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ زندہ ہیں اور حقیقی زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ لوگ سایوں کی وادی میں سفر کر رہے ہیں۔"

شیبا آگے کُچھ کہنے والی تھی کہ عمران نے اس کا ہاتھ دبا کر اُسے آگے کُچھ بتانے سے منع کر دیا۔ سیلوکس کی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آ رہی تھیں۔ اُس نے کہا:

"اچھّا مُجھے اتنا بتا دو کہ سکندر نے اتنی دُنیا فتح کی ہے، اس کے علاقوں کا کیا بنے گا ہے؟"

عمران بولا۔ "کُچھ علاقے خود مختار ہو جائیں گے اور باقی کے علاقوں پر سکندر

کے جرنیل حکومت کریں گے۔ مثال کے طور تُم یعنی سیلوکس بابُل پر حکمرانی کرو گے۔ مِصر پر پٹولمی کی حکومت ہوگی اور اُسی کے نام سے آگے مصر کی سلطنت چلے گی۔"

"بہر حال تُم ابھی کافی دیر زندہ رہو گے۔ فکر نہ کرو۔" گارشا نے اُٹھتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے اب ہمیں اپنے سفر پر روانہ ہو جانا چاہیے۔"

سیلوکس نے اُسی وقت ان کے لیے تازہ دم گھوڑوں کا انتظام کر دیا۔ اُنھیں سونے کے سِکّوں کا ایک بھرا ہوا تھیلا بھی دیا اور اُنھیں بڑی عزّت کے ساتھ اپنے محل سے رُخصت کیا۔ پورس کے شہر سے کافی دُور نکل آنے کے بعد راستے میں ایک جگہ درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں دیکھ کر گارشا، عمران اور شیبا رُک گئے۔ اُنھوں نے گھوڑوں کو چرنے کے لیے کھُلا چھوڑ دیا اور خود درختوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ شیبا نے تعجّب

کرتے ہوئے کہا:

"یقین نہیں آتا کہ یہ وہی علاقہ ہے جہاں آج کل لاہور سے راولپنڈی جانے والی ہائی وے یعنی بڑی سڑک بنی ہوئی ہے۔ کیوں کہ یہاں اونچی پہاڑیوں اور گہری گھائیوں کے سوا کُچھ بھی نظر نہیں آتا۔"

عمران بولا۔ "اور لاہور سے راولپنڈی جانے والی ٹرین بھی تو یہیں کسی جگہ سے جاتی ہوگی۔"

"جاتی ہوگی نہیں بلکہ آج سے ڈھائی ہزار سال بعد جائے گی۔" شیبا نے ہنستے ہوئے کہا۔ گارشا کہنے لگی۔ "تُم لوگ جس سیّارے یعنی زمین کے رہنے والے ہو وہاں وقت کا پیمانہ بڑا چھوٹا سا ہے۔ اِسی لیے تُم حیران ہو رہے ہو کہ آدمی ڈھائی ہزار سال پیچھے کیسے آ گیا۔ حالاں کہ کائنات میں ڈھائی ہزار سال کی مُدّت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تُم دیکھ لینا کہ جب ہم لوگ اپنی

زمین پر کراچی یا لاہور پہنچیں گے تو وہاں کے وقت کے مطابق ہو سکتا ہے ایک منٹ یا ایک سیکنڈ ہی گزرا ہو۔"

شیبا نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ "میری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں۔"

گارشا بولی۔ "کیا تمہاری دینی کتاب قرآن شریف زمان و مکان یعنی وقت اور زمانے کی حقیقت شریف کو بالکل کھُلے الفاظ میں نہیں بتا دیا گیا ہے؟"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل آ گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ عمران بولا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں کُچھ دیر آرام کر لینا چاہیے۔ موسم بھی خوش گوار ہو گیا ہے۔"

شیبا نے اُس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ "مُجھے بھی نیند آنے لگی

ہے۔"

گارشا بولی۔ "ٹھیک ہے پھر میں بھی تھوڑی دیر کے لیے آرام کر لیتی ہوں۔"

وہ تینوں درختوں کی چھاؤں میں لیٹ گئے۔ گارشا نے محسوس کیا کہ کوئی روحانی طاقت اُس پر نیند کا غلبہ کر رہی ہے۔ اُس نے دیکھا کہ عمران اور شیبا بھی زمین پر لیٹتے ہی سو گئے ہیں۔ گارشا سونا نہیں چاہتی تھی، مگر کوئی طاقت اُسے سُلا رہی تھی اور پھر وہ بھی سو گئی۔ اُسے کُچھ خبر نہیں کہ وہ کب تک سوتی رہی لیکن جب اُس کی آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ وہاں نہ درخت ہیں اور نہ آسمان پر بادل ہیں، بلکہ وہ پتھرّوں کی ایک چٹّان کے پاس صحرا کی ریت پر پڑی ہے۔ عمران اور شیبا بھی جاگ اُٹھے تھے اور حیرانی سے آنکھیں پھاڑے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔

"ہم کہاں آ گئے ہیں گارشا؟" عمران نے آنکھیں ملتے ہوئے پوچھا۔ شیبا بھی پریشان سی تھی۔ گارشا نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے کہ ہم سکندرِ اعظم کے زمانے سے نکل کر کو کسی دوسرے زمانے میں آ گئے ہیں۔"

اتنے میں سامنے سے ایک اونٹنی سوار آیا۔ عمران نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے روک لیا اور پوچھا۔ "بھائی، یہ کون سا مُلک ہے؟"

وہ عمران کی زبان نہ سمجھ سکا، کیوں کہ عمران نے اُردُو زبان میں سوال پوچھا تھا۔ اونٹنی سوار نے بھی کسی اجنبی زبان میں سوال کیا۔ "تُم لوگ کہاں سے آئے ہو؟"

ماضی کے دور میں آ جانے کے بعد یہ لوگ پرانے زمانے کی زبانیں اپنے

آپ سمجھنے لگے تھے۔ عمران گارشا اور شیبا ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ اونٹنی سوار کی زبان سے اُن پر راز کھل گیا تھا کہ وہ کسی دوسرے زمانے میں آ گئے ہیں، کیوں کہ اونٹنی سوار یونانی یا پورس کے زمانے کی سنسکرت زبان نہیں بول رہا تھا۔ یہ وہ زبان تھی جو راجا داہر کے زمانے میں سندھ کی وادی میں بولی جاتی تھی۔ گارشا نے اسی آدمی کی زبان میں اُس سے پوچھا کہ یہ کون سا مُلک ہے۔ اس پر اونٹنی سوار نے کہا :

"تُم راجا داہر کے مُلک سندھ میں ہو اور محمد بن قاسم مسلمانوں کا لشکر لے کر سندھ میں داخل ہو چکا ہے۔"

عمران اور شیبا کے چہرے چمک اُٹھے۔ میں عمران سے کہا۔ "ہم کس قدر خُوش قسمت ہیں کہ سندھ کو فتح کرنے والے اسلام کے نامور جرنیل محمد بن قاسم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔"

اونٹنی سوار بولا۔ "تُم پردیسی لگتے ہو۔ مگر بالکل گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ جس مُلک پر چڑھائی کرتے ہیں وہاں عورتوں، بچّوں، بُوڑھوں، مسافروں اور اُن لوگوں کو کُچھ نہیں کہتے جو اُن کی پناہ میں آجاتے ہیں۔ پھر بھی اگر تُم چاہو تو میرے ساتھ آسکتے ہو۔ میرا گھر یہاں سے تھوڑی دُور ایک گاؤں میں ہے۔"

گارشا نے کہا۔ "میرا خیال ہے ہمیں ابھی اِسی آدمی کے پناہ لے لینی چاہیے۔"

اور وہ اونٹنی سوار کے ساتھ ہو لیے۔ وہ اُنہیں اپنے مٹّی کے بنے ہوئے مکان میں لے گیا۔ تخت پر دری بِچھا دی اور اُن کے آگے بکری کا دودھ اور پھل رکھ دیے۔ اتنے میں دُور سے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں

سُنائی دیں۔ عمران، شیبا اور گارشا مکان کی چھت پر آ گئے۔ ان کے میزبان نے کہا :

"اسلامی لشکر آ رہا ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟"

یہ خلائی ایڈونچر سیریز کی اُنگلی کتاب

"آسمانی مخلوق کا حملہ" میں پڑھیے